امام حسین و یزید

محمد فیض احمد اویسی

ناشر

ادارہ تالیفات اویسیہ

0321-6820890
0300-6830592

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

امابعد! قیامت قریب آگئی اس کی علامات میں ایک یہ کہ اسلاف کو گالی دی جائیں گی، گالی سے مراد تنقیص اور عیوب شماری ہے۔ اہل اسلام کو یقین کم آئے گا کہ ایسے بدبخت بدنصیب بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ حسنین رضی اللہ عنہما ایسے ہی آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سیّد کہنا، ماننا صحیح نہیں کیونکہ جس روایت سے ان کا سیّد ہونا ثابت ہے ایسے تو سیّدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کیلئے بھی ثابت ہے تو پھر وہ اوران کی اولاد کو سیّد نہیں کہا جاتا وغیرہ اور یہ سلسلہ خراج ونواصب یعنی دشمنانِ اہل بیت نے عرصہ دراز سے چلایا ہوا ہے۔ اس قسم کے بیسیوں مسائل کھڑے کیے اور کرتے رہیں گے لیکن عوام بلکہ بہت سے پڑھے لکھے اس لئے نہیں مانتے کہ کیا ایسے لوگ بھی ہوسکتے ہیں جو اہل بیت کیلئے ایسا کہیں۔ یہ ان کے مطالعہ کی کمی یا پھر رُو و رعایت اور مصلحت کیشی ہوگی ورنہ اس وقت قوم بے خبر نہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی پاکباز اور بلند قدر شخصیت کو باغی، دوزخی، لالچی (معاذ اللہ) اور رُسوائے زمانہ اور جس کے دوزخی ہونے اور فاسق و فاجر ہونے کے متعلق اہل اسلام کو ذرّہ برابر شک نہ تھا یعنی یزید کو امام برحق اور قطعی جنتی ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے اور وہ لوگ کوئی گوشہ نشین ٹولی نہیں بلکہ عوام میں مشہور ومعروف اور دین کے بڑے ٹھیکیدار یعنی علمائے دیوبند اوران کے ہمنوا۔ ممکن ہے میرے ان دو نقطوں پر کوئی اعتبار نہ کرے، ان کی تحریریں ملاحظہ ہوں اور چند مولویوں کے نام سن لیں:۔

(۱) مفتی محمد شفیع دیوبندی (۲) ابوالاعلیٰ مودودی بانیٔ جماعت اسلامی (۳) مولوی شمس الحق افغانی (٤) مولوی بشیر احمد پسروری (٥) مولوی عبدالستار تونسوی وغیرہ وغیرہ عبارات حاضر ہیں تاکہ سندرہے اور بوقتِ ضرورت کام آئے۔

۱......مولوی سیّد انوار الحق سہیل شاہ خطیب جامع مسجد و مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ لائل پور۔ یہ خارجی مولوی لکھتا ہے کہ میں سیّدنا یزید کی روح کو سلام بھیجتا ہوں جو کہ امیر المؤمنین ہے۔

۲......مولوی ابوالوحید غلام محمد مولوی فاضل و فاضل دیوبند راجن پور ڈیرہ غازی خان لکھتا ہے کہ حضرت یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جلیل القدر مجاہد اسلام ہیں اور میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہیں اور مجھے اپنے والد کے متعلق تو اتنا یقین نہیں کہ وہ ضرور جنتی ہیں لیکن حضرت یزید کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہیں ورنہ حدیث کا انکار کرنا پڑیگا۔ (کتاب رشید ابن رشید، ص ۳٤۱،۳٤۲)

۳......مولوی غلام مرشد سابق خطیب شاہی مسجد لاہور نے لکھا ہے کہ جو الزامات امیر المؤمنین یزید پر لگائے جاتے ہیں وہ غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے والے صحابہ کرام نے یزید کی بیعت کرکے اپنا امام تسلیم کرلیا۔ لہٰذا یزید کی صداقت کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے۔ (کتاب رشید ابن رشید، ص ۳٤۲)

٤...... مولوی ظہیر الدین چک نمبر ۳۱۵ گ ب ضلع لائل پور نے ابو یزید کے ایک خط کے جواب میں لکھا ہے کہ محترمی بٹ صاحب! آپ نے یزید کے متعلق دریافت کیا ہے کہ وہ کیسے شخص تھے اور ان کے بارے میں ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یزید کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی اس کو علم تھا۔ بیشک یزید خلیفہ برحق تھے۔ (ایضاً، ص ۳۴۹)

۵...... مولوی مفتی بشیر احمد خطیب جامع مسجد پسرور ضلع سیالکوٹ نے تحریر کیا ہے کہ شیعہ مذہب میں فاسق اور ظالم کی بیعت بدترین گناہ ہے اور یزید فاسق و کافر تھا تو سیدنا زین العابدین نے یزید کی بیعت کیوں کی۔ (کتاب رشید ابن رشید، ص ۳۴۲)

٦...... مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری مہتمم مرکزی تنظیم اہلسنت بیرون بوہڑ گیٹ ملتان نے لکھا ہے کہ محترم المقام۔ وعلیکم السلام یاد فرمایا، شکریہ! جواباً عرض ہے کہ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے پر تو تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے جو لوگ اس زمانے میں یزید کو کافر کہتے ہیں ان کا اپنا ایمان مشتبہ ہے البتہ اس کے فسق و فجور میں اختلاف ہے بعض اکابرین اُمت نے اس کے فسق و فجور کو تسلیم کیا ہے اس فسق و فجور کی مہم میں زیادہ تر اعدائے دین کا ہاتھ کام کرتا ہے فرض محال اگر فاسق تسلیم بھی کر لیا جائے تو آجکل کے فاسق کہنے والوں سے زیادہ فاسق قطعاً نہیں ہوگا۔ (کتاب رشید ابن رشید، ص ۳٦۴)

پھر ڈھیٹ ایسے کہ انہیں ایسی حرکت کے متعلق پوچھا جائے تو کہیں گے توبہ توبہ ہم تو ایسے نہیں ہیں اگر موقع مل جائے تو پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کو حسب دستور اسی طرح اور یزید کو امام برحق کہتے نہیں تھکیں گے۔ فقیر نے ان کے استدلال حدیث قسطنطنیہ کی قلعی کھولی۔ اس کا نام رکھا 'شرح حدیث قسطنطنیہ'۔ چونکہ وہ 'انوار لاثانی' کی نذر کر چکا ہوں۔ حضرت علامہ ابو الضیاء غلام نبی صاحب جماعتی مدظلہ کے حکم پر محرم شریف کی مناسبت سے مختصر مضمون 'شہادت حسین اور بغاوت یزید' کے نام 'ترجمانِ لاثانی علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کی نذر ہے'۔ (اویسی غفرلہٗ بہاول پور یوم الجمعہ)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرمایہ اسلام اور مایہ جان و ایمان ہیں ان کا ذکر خیر ہماری نجات اُخروی و سعادت ابدی کا موجب ہے۔ فقیر نے سینکڑوں کتب و رسائل لکھے اور زندگی نے وفا کی تو اور بھی لکھے گا (ان شاء اللہ تعالیٰ) لیکن یہ لمحات جو ذکر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں گزر رہے ہیں کچھ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

درمیان امت آن کیوان جناب — ہمچو حرف قل ہو اللہ در کتاب
سرّ ابراہیم و اسماعیل بود — یعنی آن اجمال را تفصیل بود
رمز قرآن از حسین اموختیم — ز آتش او شعلہ ہا اندوختیم

بشارت ولادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن اُمّ الفضل بنت حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے رات بڑا عجیب اور بھیانک خواب دیکھا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیان کرو۔ خاتون نے عرض کیا، وہ خواب اس قدر ڈراؤنا اور خطرناک ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتی۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا، کوئی مضائقہ نہیں تم اپنا خواب ضرور کرو۔ عرض کی، میں نے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا۔ شاہِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس میں اس قدر گھبراہٹ کی کیا ضرورتھی یہ تو بڑا مبارک خواب ہے۔ اللہ تعالیٰ میری نورِ نظر فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بیٹا عطا فرمائیگا جسے تم گود میں اُٹھاؤ گی۔ (مستدرک حاکم، ص ۱۷۶)

ولادت با سعادت

سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ تعبیر سن کر اُم الفضل مسرور و مطمئن ہو کر چلی گئیں اور بات آئی گئی ہوگئی۔ زمانہ گزرتا گیا یہاں تک کہ ۴ھ کے شعبان کا چاند نمودار ہوا اور جب شعبان کی چار تاریخ آئی تو اُم الفضل کا خواب پورا ہوگیا اور مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تعبیر کی صداقت آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نومولود کی خبر پاکر سیّدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے اور ایک پُر مسّرت آواز میں ارشاد فرمایا، میرے بیٹے میرے جگر کے ٹکڑے کو میرے پاس لاؤ۔ جگر گوشۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر دستِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں دے دیا گیا۔ سیّد العرب العجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور پھر نہایت پیار سے اپنی آغوشِ نبوت میں لے لیا۔ اس کے بعد ہادیٔ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا، میرے لاڈلے کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کرو اور عقیقہ کردو۔ چنانچہ ساتویں روز یہ سنت ادا کردی۔ (مستدرک حاکم، ج ۳ ص ۱۹۷)

نام

ایک روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 'حرب' نام رکھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ میرے بیٹے کا نام 'حسین' رکھا جائے۔ (اسد الغابہ، ج ۲ ص ۱۸)

پرورش

جب چشمِ رسول کا یہ نور 'حسین' ظاہر ہوا تو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی مدت رضاعت میں تھے۔ سیّد البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چچی اُم الفضل سے ارشاد فرمایا، میرے بچے کو آپ دودھ پلایا کریں۔ اسطرح جنت کے نوجوانوں کے سردار نے فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہا و رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا دودھ پینے کی بجائے، اُم الفضل بنت حارث کا دودھ پیا اور ان کی گود میں چلا گیا اور پھر اُم الفضل کی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اولاد سے بڑھی ہوئی محبت کے پیش نظر شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی پرورش بھی ام الفضل کے سپرد کردی۔

تعلیم و تربیت

یہ فخر حسن و حسین اور زید و علی (علیہم الرضوان) کے علاوہ اس روئے زمین پر کسی اور کو حاصل نہیں ہوا کہ ان نفوس قدسی کی اصلاح و تربیت خود معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی۔ آدابِ نماز آپ نے اسی عمر میں رہنمائے ہدایت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سیکھ لئے تھے۔

بچپن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ابھی بچے ہی تھے کہ ایک دن مسجدِ نبوی میں جا پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا بدوی وضو کر رہا ہے مگر ٹھیک نہیں کر رہا، ہر دو صاحبزدگان نے سوچا کہ اس بوڑھے کو ٹوکے بغیر کس طرح وضو صحیح کرایا جائے۔ اچانک حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے بھائی کو کہا کہ بھائی جان میں وضو کرتا ہوں آپ دیکھیں اگر کوئی غلطی ہو تو بتا دیں۔ ان الفاظ پر بوڑھا بدوی بھی چونکا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے دیکھنے لگا۔ چنانچہ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کرتے رہے اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بوڑھا بدوی دیکھتے رہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بوڑھے نے اپنی غلطی سمجھ لی اور وضو صحیح کرنا سیکھ لیا۔

فقہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے دینی و فقہی مسائل بچپن میں سمجھ لئے تھے۔ ابو جوزاء نے عرض کی کہ اپنے جدِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی واقعہ سنایئے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت کچھ کھجوریں آپ کے سامنے رکھی ہوئی تھیں، ان میں سے ایک دانہ اُٹھا کر منہ میں رکھ لیا اور یکا یک جمالِ نبوت اور جلالِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکجا ہو گئے اور مجھے تنبیہ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، بیٹے تمہیں معلوم نہیں کہ صدقہ خوری آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حرام، ہدایہ جائز اور حلال ہے۔ اس نصیحت کے ساتھ ہی آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُنگلی ڈال کر میرے منہ سے وہ کھجور نکال دی۔ یہ روایت صحابی کی ہے اور امام بخاری نے بھی اسے نقل کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں 'کخ کخ' پیغمبر کے اہل بیت زکوٰۃ نہیں کھایا کرتے۔

(بخاری، ج ۲، ص ۱۲۹)

علوی و فاطمی تربیت

وصالِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خیال فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تربیتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آرائش و زیبائش میں محو ہوگیا۔ نیک مائیں اپنے بچوں کی تربیت کرکے ان کو قوم کے مقدر کا ستارہ بنا دیتی ہیں چنانچہ حضرت فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آپ کی تربیت فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو لکھنا پڑھنا، سواری، شمشیر زنی، نیزہ بازی اور دوسرے فنونِ جنگ سکھائے۔ اس کے بعد مدینۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو علوم و فنون کا مرکز تھا وہاں جید اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیک و صالح اور روح پرور ماحول میں سرچشمہ، علم و فضل سے کسبِ فیض کیا۔ یہاں تک کہ نبیرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیرت و اخلاق کا معمار بن گیا اور میدانِ کربلا میں قصر شجاعت کی پہلی اینٹ رکھی اور پوری اُمت کو اس کی تعمیر میں مصروف کرکے اپنے محبوب نانا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ میں

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

حسین منی وانا من حسین احب اللہ من یحب الحسین حسین سبط من الاسباط (بخاری و ترمذی)

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھے جو حسین کو محبوب رکھتا ہے۔

حسین گروہ اسباط میں سے ایک سبط ہے۔

ابراھیمؑ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پر قربان

ایکدن حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دائیں بازو اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بائیں بازو پر بٹھائے ہوئے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا، خداوند تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے ہاں یک جا نہ رہنے دے گا' ان میں سے ایک کو واپس بلا لے گا۔ اب ان دونوں میں سے آپ جسے چاہیں پسند فرمالیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رُخصت ہو جائیں تو ان کے فراق میں فاطمہ، علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور میری جان سوزی ہوگی اور اگر ابراہیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وفات پا جائیں' زیادہ الم میری جان پر ہی ٹوٹے گا' اس لئے مجھے اپنا غم ہی پسند ہے۔ اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پاگئے۔ جب بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے ہوئے فرماتے، اس پر میں نے اپنے بیٹے ابراہیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قربان کر دیا۔

نکتہ...... حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 'سرّ الشہادتین' میں لکھا ہے۔ یہ ہے کہ شہادت دراصل فضائل وکمالات کے سلسلے میں ایک اہم حقیقت ہے اور 'نبوتِ کبریٰ' جو تمام فضائل وکمالات کی آخری حد ہے ضرور تھا کہ اس میں یہ کمال بھی شریک ہو لیکن منصب نبوت کی شان عالی میں اس سے اختلال کا اندیشہ تھا۔ اسی لئے قدرت نے اس کمال کو بجائے باپ کے بیٹے کی طرف منتقل کر دیا، شاہ صاحب نے حدیثوں سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقط نواسہ ہونا نہیں بلکہ ابن بیٹا ہونا ثابت کیا ہے اور عقلی طور پر اپنے اس دعویٰ کو اس سے مدلل کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جسم کے دوسرے نصف حصہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خلقۃً بہت زیادہ مشابہ تھے۔

پس جو کمال بیٹے کو ملا وہ باپ ہی کو ملا۔ کیونکہ گو انجیل میں ہے کہ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب بیٹے کا ہے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ بیٹے کا ہے سب باپ کا ہے اور اس بنیاد پر شاہ صاحب کا یہ قول بالکل دُرست ہے کہ جو فضیلت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حاصل ہوئی وہ دراصل سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل میں داخل سمجھی جائے گی۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب منصبِ خلافت سنبھالا تو ان کے عہد میں سیّدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر سات آٹھ برس سے زیادہ نہ تھی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت ابوبکر نبیرۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بڑے قدردان تھے۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت احترام و تعظیم کرتے تھے یہی کیفیت حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تھی۔ سیّدنا عمر و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیشمار محبت و پیار کی داستانیں ہیں جنہیں فقیر آگے تفصیل سے عرض کرے گا۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ عثمانی میں دورِ جوانی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے جوان ہو چکے تھے چنانچہ سب سے اوّل اسی عہد میں میدانِ جنگ میں قدم رکھا۔ (ابن اثیر اور طبری)

۳۰ھ میں طبرستان کے معرکہ میں مجاہدانہ شریک ہوئے۔ ابن خلدون لکھتے ہیں، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لشکر میں شامل تھے جس نے مصر کو فتح کرنے کے بعد افریقہ سے ہوتے ہوئے مغرب تک پیش قدمی کی تھی۔

فتنہ کے زمانہ میں جب باغی حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہم اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر کاشانۂ عثمانی کی حفاظت کر رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ باغیوں کو سامنے سے حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ انہوں نے پچھلی طرف سے چھپ کر حملہ کیا۔

ابن عمر اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ایک روز ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے سے آ رہے ہیں ان کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص اس زمانہ میں اہل آسمان کے نزدیک سارے اہل زمین سے زیادہ محبوب ہیں۔

دور سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب خلافت سپرد کر دی گئی تو سیّدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی برادر بزرگ کے فیصلے کے سامنے سرخم کرنا پڑا۔ آپ اس زمانے کی لڑائیوں میں برابر شریک ہوئے۔ چنانچہ ۴۹ھ میں قسطنطنیہ کی مشہور مہم میں مجاہدانہ شرکت کی تھی۔ مشہور عیسائی مؤرخ گبن اپنی کتاب 'زوال روما' میں اس مہم میں آپ کی شرکت اور آپ کے شجاعانہ کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ حسن کے برادر خورد حسین نے اپنے باپ کی شجاعت بسالت سے بطور ورثہ حصہ پایا ہے چنانچہ قسطنطنیہ میں عیسائیوں کے خلاف جو جنگ ہوئی اس میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امتیازی کارنامے انجام دیے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل بیت کے واقعات نیازمندانہ فقیر کی کتاب 'الرفاہیہ فی الناہیہ عن ذمہ معاویہ' میں پڑھیے۔

فضائل امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿ بیشمار فضائل میں سے چند فضائل ملاحظہ ہوں۔ ﴾

☆ حضرت حذیفۃ الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسرور دیکھا اور وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

وکیف لا اسروقد اتانی جبرئیل فبشرنی ان حسنا و حسینا سید الشباب اھل الجنہ وابوھما افضل منھما (کنز العمال، ج ۷، ص ۱۰۸)

کیسے مسرور نہ ہوں جب کہ جبرائیل امین (علیہ السلام) میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے بشارت دی ہے کہ بلاشبہ حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بھی افضل ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

الاترضین ان تکونی سیدۃ النساء اھل الجنۃ و ابنیك سیّد الشباب اھل الجنۃ (البدایہ والنہایہ، ص ۱۱۔۳۵)

کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارے بیٹے جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں۔

☆ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحسن والحسین سید الشباب اھل الجنۃ (البدایہ والنہایہ، ص ۱۱۔۳۵)

حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ و فی لفظ الی سید شباب اھل الجنۃ فلینظر الی الحسین بن علی (ابن حبان، ابویعلیٰ، ابن عساکر، نورالابصار، ص ۱۳۹)

جس کیلئے باعثِ مسرت ہو کہ وہ کسی جنتی مرد کو دیکھے (اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جنت کے نوجوانوں کے سردار کو دیکھے) تو اس کو چاہئے کہ وہ حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھے۔

☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لئے ہوئے فرما رہے تھے:

ھذان ابنای و ابنابنتی اللھم انی اجھما فاجھما واحب من یحبھما (ترمذی شریف)

یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔اے اللہ! میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ان کو محبوب رکھ جو ان کو محبوب رکھے۔

فائدہ...... یہ احادیث مبارکہ آیت ذیل کی مصداق ہیں:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ (شوریٰ) فرمادیجئے اے لوگو میں تم سے اس (ہدایت وتبلیغ) کے بدلے کچھ اُجرت وغیرہ نہیں مانگتا، سوائے قرابت کی محبت کے۔ چنانچہ روایت اس کی مؤید ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ ان تحفظو فی اهل بیتی و تودوهم بی (درمنثور)

لوگو میں تم سے اس ہدایت وتبلیغ کے بدلے کچھ اُجرت نہیں مانگتا۔ سوائے قرابت کی محبت کے اور یہ کہ تم میری حفاظت کرو، میرے اہل بیت کے معاملے اور میری وجہ سے ان سے محبت کرو۔

فائدہ...... ہم نے تجربہ کیا ہے کہ جس کا ایمان تابناک ہے وہ اہل بیت اور سادات سے محبت کرتا ہے۔ جس کا دل تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے وہ ان سے بغض اور نفرت کرتا ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

من احبنی واحب هذین واباهما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیامة

جس نے مجھ کو محبوب رکھا اور ان دونوں (حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ان کے باپ (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کی ماں (فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو محبوب رکھا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضهما فقد ابغضنی (ابن ماجہ، ص ۱۴۔ مستدرک حاکم، ج ۳ ص ۱۶۶)

جس نے حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو محبوب رکھا اس نے درحقیقت مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) دونوں میرے بیٹے ہیں۔

من احبهما احبني ومن احبني احبه الله ومن احبه الله ادخله الجنة ومن البغضهما البغضي ومن البغضي البغضه ومن البغضه الله ادخله النار (مستدرک حاکم، ج۳ ص۱۶۶)

جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا
اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ نے اس کو جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا
اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا اللہ نے اس کو دوزخ میں داخل کیا۔

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہٖ لا یبغضنا اهل البیت احد الا ادخله النار (زرقانی علی المواہب، ص۱۲۰۔ الصواعق، ص۱۷۲)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے
جس کسی نے بھی ہمارے اہل بیت سے بغض رکھا اللہ نے اس کو جہنم میں داخل کیا۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیّد العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ایک کندھے پر حسن اور دوسرے کندھے پر حسین تھے۔ آپ کبھی حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو چومتے اور کبھی حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو۔ ایک شخص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا:

یارسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آ انك لتجهما ؟ فقال من احبهما فقد احبني
ومن البغضهما فقد ابغضي (البدایہ والنہایہ، ج۸ ص۳۵)

آپ ان دونوں کو محبوب رکھتے ہیں؟ فرمایا، جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا
اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

☆ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسنا وحسینا فقال اللهم انی احبهما فاحبهما (ترمذی شریف)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو کہا اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ۔

☆ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس وقت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے۔

فقلت یا رسول اللہ ﷺ اتحبھما ؟ فقال ومالي لا احبھما وانھما ریحانتای من اللہ (کنز العمال،ص ۱۱۰)

میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں؟

فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جبکہ یہ دونوں دُنیا میں میرے پھول ہیں۔

☆ حضرت زید بن ابی زیاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا بیٹی! اس کو رونے نہ دیا کرو۔

الم تعلمی ان بکاءہ یوذینی (تشریف البشر،ص ۲۵۔ نور الابصار،ص ۱۱۴)

کیا تمہیں معلوم نہیں اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

فائدہ...... امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی اقدس میں اس طرح صاجزادگی سے بسر فرمائی اور یہ عرصہ سات سال کا ہے۔ کیونکہ جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا' اس وقت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر بقول بعض مؤرخین سات سال تھی اور یہ سعادت ایسی ہے کہ جسے صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر و منزلت معلوم ہے اور بزرگی و فضیلت لیکن یزید خبیث کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں لانا سفاہت و حماقت ہے۔

☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کے سلسلے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کے پاس کوئی چیز کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا یہ کیا ہے؟

فکشفہ فاذا ھو حسن و حسین علی ورکیہ فقال ھذان ابنای وابنا ابنتی

اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما (کنز العمال،ص ۱۱۰)

پس آپ نے کپڑا اُٹھایا تو وہ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔

اے اللہ! میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو ان کو محبوب رکھے اس کو بھی محبوب رکھ۔

☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے:

فجاء الحسن والحسین فجعلا یتوثبان علیٰ ظهره اذا سجد فاراد الناس زجرهما فلما سلم قال للناس هذان ابنای من احبهما فقد احبنی (البدایہ والنہایہ، ج۸ص۳۵)

تو حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم آئے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو وہ دونوں آپ کی پشتِ انور پر سوار ہو گئے۔
لوگوں نے چاہا کہ ان کو منع کریں۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں سے فرمایا،
یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا' اس نے مجھے محبوب رکھا۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

دخلت علیٰ رسول الله وهو حامل الحسن والحسین علیٰ ظهره وهو یمشی بهما علیٰ اربع فقلت نعم الجمل جملكما؟ فقال ونعم الراكبان هما (کنزالعمال، ج۷ص۱۰۸۔البدایہ والنہایہ، ج۸ص۳۶)

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنی پشت پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے تو میں نے کہا (اے شہزادو) تمہارا اونٹ کتنا اچھا ہے؟
تو آپ نے فرمایا، سوار بھی بہت اچھے ہیں۔

کسی شاعر نے اسے یوں ادا فرمایا ؎

بہر آں شہزادہ خیر الملل دوش ختم المرسلین نعم الجمل

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

ای اهل بیتك احب الیك؟ قال الحسن والحسین! وكان یقول بفاطمه ارعی ابنی فیشمهما ویضمهما الیه (ترمذی شریف ومشکوٰۃ شریف، ص۵۷۱)

آپ کے اہل بیت میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا، حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)
اور آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے، میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ تو آپ دونوں کو سونگھتے اور اپنے سینے سے چمٹا لیتے۔

پھول کی طرح سے سونگھتے تھے ان کو مصطفیٰ ﷺ
جب کبھی ہوتے تھے نانا سے بہم حضرت حسین

☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لعلی و فاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۹۔البدایہ والنہایہ)

علی و فاطمہ و حسین و حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق فرمایا کہ جو ان سے لڑے' میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو ان سے صلح رکھے' میں ان سے صلح رکھنے والا ہوں۔

فائدہ..... ان تمام احادیثِ صحیحہ سے وجوب محبت اہل بیت اور تحریم بغض و عداوت صراحۃً ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور آئمہ کرام علیہم الرضوان اہل بیت نبوت کی بہت زیادہ تعظیم و توقیر کرتے اور ان سے اُلفت و محبت رکھتے۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی۔ آپ نے میرے چلنے کی آواز سنی تو فرمایا کیا حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! فرمایا:

ما حاجتک غفر اللّٰہ لک ولا مک ان ھذا ملک لم ینزل الارض قط قبل ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ ان یسلم علی ویبشرنی بان فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ وان الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ (ترمذی، مشکوٰۃ، ص ۵۷۱)

تجھے کیا حاجت ہے اللہ تجھ کو اور تیری والدہ کو بخشے (پھر) فرمایا، یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ اس نے اپنے ربّ عزّوجل سے مجھے سلام کرنے اور مجھے بشارت دینے کیلئے اجازت مانگی ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

☆ حضرت یعلی بن مرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

حسین منّی وانا من حسین احب اللّٰہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط (ایضاً)

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ جو حسین سے محبت کرے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا۔ حسین اسباط میں سے ایک سبط ہے یعنی جیسے اولاد یعقوب علیہ السلام بکثرت ہے ایسے ہی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد بکثرت ہوگی۔ یہ معجزہ غیب سے متعلق ہے کہ آج دنیا بھر میں حسینی سادات کی کثرت ہے بہ نسبت حسنی سادات کے۔

☆ عن ابی هریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال ابصرت عینای ھاتان و سمعت رای رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو اخذ بکفّی حسین وقد ماہ علیٰ قدم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یقول ترق ترق قال نرقی الغلام حتیٰ وضع قدمیہ علیٰ صدر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال افتح فاک ثم تفل ثم قبلہ ثم قال اللھم احبہ' فانی احبُّہ (الاصابہ لابن حجر رحمۃ اللہ)

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میری ان آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں پر رکھے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے تھے اے ننھے قدموں والے چڑھ آ چڑھ آ۔ چنانچہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسمِ اطہر پر چڑھنے لگے یہاں تک کہ اپنے قدم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ پر رکھ دیئے، پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا منہ کھول، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعابِ دہن ڈالا اور منہ چوم لیا۔ پھر کہا اے اللہ! اسے محبوب رکھ، کیونکہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں۔

فائدہ...... جس کی تربیت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود مبارک میں ہو، جس کے منہ میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعابِ دہن ہو اس کی شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے!

☆ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے فرمایا، وہ شوخ لڑکا کہاں ہے؟ (یعنی سیّدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سیّدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور آپ کی گود میں گر پڑے اور آپ کی داڑھی مبارک میں اُنگلیاں ڈالنے لگے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ پر بوسہ دیا اور فرمایا، یا اللہ! میں حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور اس سے بھی جو حسین سے محبت کرے۔

فائدہ...... کیسی شان ہے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ محبوبِ خدا (عزّ وجل وصلی اللہ علیہ وسلم) کی گود میں لیٹے اور کاندھوں پر سوار ہوئے لعابِ دہن نوش فرمایا۔ طرح طرح کی نبوت نوازشوں سے نوازے گئے۔ سات سال مسلسل حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہوں سے نوازے گئے، کیونکہ جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک سات سال تھی' اسی لئے ہم اہلسنّت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں شہزادوں کو صحابی مانتے ہیں لیکن قسمت کے مارے خوارجِ زمانہ ان کی نہ صرف صحابیت کے منکر بلکہ اکثر کمالات کو مانتے ہی نہیں۔ تفصیل آتی ہے۔ مزید فضائل کیلئے فقیر کی کتاب 'ذکر اہلِ بیت کرام' کا مطالعہ کیجئے۔

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت و ریاضت

ان گوناں گوں صفات کی حامل یہ ہستی عبادت وریاضت میں بھی ایک مثالی ہستی تھی چنانچہ آپ کے دن رات درس وتدریس میں گزرتے تھے اور نماز کے وضو کی تجدید فرماتے اور رکوع وسجود کی حالت میں پوری پوری رات گزر جاتی اور چہرے کا رنگ متغیر ہوجاتا جب لوگوں نے اس کیفیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جو شخص دنیا میں خدا سے ڈرتا ہے وہ قیامت کے روز مامون رہتا ہے۔

علم و فضل

'استیعاب' و 'اسد الغابہ' میں لکھا ہے کہ علمائے تاریخ وسیر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے علم وفضل کے بارے میں متفق الرائے ہیں بڑے بڑے صحابہ بھی بعض مسائل میں آپ کی علمی صلاحیتوں سے استفادہ کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی ایک بلند پایہ عالم اور فقیہ تھے، اسیر کی رہائی کے سلسلہ میں مسئلہ دریافت کرنے کیلئے آپ کے پاس گئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، قیدی کی رہائی کا ذمہ دار کون ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جن لوگوں کی کفالت میں لڑتے ہوئے وہ گرفتار ہوا' ان کا فرض ہے کہ وہ اسے آزاد کرائیں۔

خورد سال بچہ کا وظیفہ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے استفسار کے جواب میں آپ نے بچہ کے وظیفہ کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کہ بطن مادر سے نکلنے کے بعد جب بچہ آزاد ہے وہ وظیفہ کا مستحق ہوجاتا ہے۔

فرمودات و ارشادات

افسوس کہ عقیدت مندانِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے اس پہلو کو نظر انداز کیا ہوا ہے۔ ان کے بیانوں میں شجاعت وبہادری کے واقعات ملتے ہیں لیکن یہ نہیں بیان کیا جاتا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بہت بڑے معلم اخلاق بھی تھے، ایک طرف تو آپ میدانِ کارزار میں تلواروں کے سائے میں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ جب حق وباطل میں ٹکراؤ اور مقابلے کا مرحلہ درپیش ہو تو حق کی حمایت اور مدافعت اور باطل کی ہزیمت وسرکوبی کیلئے تیار ہوجاؤ اور اپنے مال و اسباب کے علاوہ اس پر اپنی اولاد بھی قربان کردو۔ مگر باطل کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرو لیکن دوسری طرف آپ کی یہ حالت ہے کہ جب گوشۂ عافیت میں بیٹھتے ہیں تو اسلامی معاشرے کی فلاح وبہبود کے طریق کار پر غور کرتے نظر آتے ہیں' اس سلسلے میں ان کے بلند پایہ خطبات شاہد ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

ایمان افروز خطبہ

میدانِ کربلا میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے اطمینان سے اُتر کر لشکرِ یزید کا جائزہ لے رہے تھے کہ لشکر یزید سے آواز آئی۔ حسین! دیر کیوں کر رہے ہو؟ کیا یزید کی بیعت کے متعلق سوچ رہے ہو؟ عمرو بن سعد کی اس بدزبانی سے حیدری خون جوش میں آ گیا اور گھوڑے کو ایڑ لگائی اور تنہا لشکرِ اعداء کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

فرمایا! اے باطل پرستو اور دین کے دشمنو! سنو اور غور سے سنو کہ یہ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ کون ہے اور جس کے خون کے پیاسے ہو اس کی شان کیا ہے؟ میرے حسب نسب کو یاد کرو، میں اس رسول کا نواسہ ہوں جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو، میں اس باپ کا بیٹا ہوں جو تمہارا خلیفہ اور امام تھا اور میں اس ماں کا فرزند ہوں جس کی فرشتوں کو شرم تھی۔ میرا خاندان' خاندانِ نبوت ہے، میرا گھرانہ نورانی اور پاک ہے۔ آیتِ تطہیر ہماری شان میں نازل ہوئی ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوش پر سوار ہونے والا حسین ہوں۔ میں محبوبِ خدا کی زُلفوں سے کھیلنے والا حسین ہوں۔ میرا کوئی قصور ہے تو بتاؤ! میرا کوئی جرم ہے تو ثابت کرو! اور میرا کوئی گناہ ہے تو آواز دو! اور میں خود نہیں آیا' تمہارے بلانے پر آیا ہوں، تمہارے سینکڑوں خط میرے پاس موجود ہیں اور پھر آپ نے ایک ایک کا نام لیکر مخاطب کیا اور فرمایا کہ دنیا کے لالچ میں آ کر اور یزید کے غیر اسلامی دربار سے اِنعام و اکرام پانے کے طمع میں عزتِ پیغمبر کو ہلاک کرنے کا ارادہ اب بھی چھوڑ دو اور اپنی عاقبت کو سنوار و۔ میرا خدا تمہیں ضرور معاف کر دے گا۔

ہاں! تمہاری نظر میں اگر میرا قصور ہے تو وہ یہ کہ میں یزید کی بیعت نہیں کرتا اور ایک فاسق و فاجر کے آگے سر نہیں جھکاتا تو سن لو! میں اپنا سب کچھ قربان کر دونگا، بھوک اور پیاس برداشت کر لونگا۔ اکبر اور اصغر کو فس کے نثار کر دونگا اور خود بھی نیزے پر چڑھ جاؤنگا مگر فاطمہ کے لال سے یہ توقع نہ رکھو کہ وہ بھوک اور پیاس، خوف وہراس اور قتل اولاد کے ڈر سے یزید کی بیعت کر لے گا۔

شعر و شاعری

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاعری کو فن کی حیثیت سے کبھی اختیار نہیں فرمایا اور نہ کسی اپنے کلام کو جمع کرنے کا التزام کیا لیکن فطرت کی طرف سے طبع موزوں، عقل سلیم اور ذہن رسا لے کر آئے تھے اور شدتِ احساس کی دولت سے مالا مال تھے اس لئے بسا اوقات حالات و واقعات اور قدرتی مناظر سے متاثر ہو کر آپ پر شاعرانہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور اس حالت میں زبان پر بے ساختہ موزوں کلام جاری ہو جاتا ہے اور یہ کلام انتہا پاکیزہ اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بلند پایہ ہوتا تھا۔ بطورِ نمونہ یہاں صرف دو شعر نقل کیے جاتے ہیں ۔

اذا ما عضك الدهره تمل الیٰ خلق ولا تسل سوا اللّٰہ تعالیٰ قاسم الرزق

دنیا کی طرف سے جب تمہیں تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو سوائے اللہ تعالیٰ کے جو روزی رساں ہے
اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرو۔

فلو عشت و طوفت من الغرب الی الشرق لما ما رفت من یقدر و ان یسعد او یشقی

اگر تمہیں زندگی بھی مل جائے اور مشرق سے لے کر مغرب تک بھی ہو آؤ
تب بھی تمہیں کوئی ایسا نہیں ملے گا جو خوش بخت یا بد بخت بنانے کی قدرت رکھتا ہے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

☆ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سخی اور لوگوں کی امداد میں اپنی جان و مال پیش کرنے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کیلئے کسی کی حاجت پوری کرنا میں اپنے ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر سمجھتا ہوں۔

☆ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کی راہ میں کثرت سے خیرات کرتے تھے کوئی سائل بھی آپ کے دروازے سے ناکام نہ واپس لوٹتا تھا۔ ایک دفعہ ایک سائل مدینے کی گلیوں میں پھرتا پھرتا درِ دولت پر پہنچا' اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے۔ سائل کی صدا سن کر جلدی جلدی نماز ختم کی۔ باہر نکلے، سائل پر فقر و فاقہ کے آثار نظر آئے اسی وقت قنبر خادم کو آواز دی قنبر حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا، ہمارے اخراجات میں کچھ باقی رہ گیا ہے؟ قنبر نے جواب دیا، آپ نے دو سو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کیلئے دیے تھے' وہ ابھی تقسیم نہیں کیے گئے ہیں۔ فرمایا اس کو لے آؤ' اہل بیت سے زیادہ ایک اور مستحق آ گیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت دو سو کی تھیلی منگا کر سائل کے حوالے کر دی اور معذرت کی کہ اس وقت ہمارا ہاتھ خالی ہے اس لئے اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکتے۔

☆ سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے سخاوت کی اس نے نفع پایا اور جس نے بخل کیا وہ ذلیل ہوا، جس نے اپنے بھائی سے نیکی کرنے کی جلدی، وہ کل اپنے ربّ کے حضور پیش ہوتے وقت اس کو پا لے گا۔

قدر والے جانتے ہیں قدر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

یہ بحث طویل ہے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ قدر و منزلت کیا کم ہے کہ آپ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر گوشہ اور نواسہ بے مثال ہیں۔ اس نسبت کی قدر و منزلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے ہیں یا اولیاء کرام رحمہم اللہ یا پھر وہ عوام جو صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے نیاز مند۔ فقیر چند نمونے سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات کے عرض کرتا ہے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں آپ نے وہی روزینہ قبول کیا جو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا، صحابہ کرام نے حالات کا اندازہ کر کے اسے بڑھانا چاہا تو خود عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت اُم المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (یعنی آپ کی لخت جگر) کو وسیلہ بنایا اور اُن سے اپنا نام مخفی رکھنے کی درخواست کی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بات کی تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا، جس چیز پر رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قناعت فرمائی میں اضافہ نہیں کروں گا۔ پھر ان سے پوچھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لباس کیا تھا؟ کہا دو لباس تھے، انہیں میں وہ وفود سے ملتے تھے اور جمعہ کے روز پہنتے تھے۔ پھر سوال کیا، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین کھانا کیا تھا؟ جواب ملا، جَو کی روٹی تھوڑے سے گھی میں چُور کر لیتے تھے، اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑے شوق سے کھاتے تھے۔ پھر پوچھا، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بچھونا کیا تھا؟ بتایا، ایک عام سا کپڑا تھا۔ گرمیوں میں تہہ کر کے بچھا لیتے، سردیوں میں آدھا بچھاتے اور آدھا اوڑھ لیتے تھے۔ ارشاد ہوا، حفصہ! میرا روزینہ بڑھانے والوں کو بتادو میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کروں گا اور فالتو اشیاء سے پرہیز کروں گا۔ لیکن نسبتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آپ جیسا شاہ خرچ ڈھونڈے سے نہ ملے، یہاں صرف امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ حاضر ہے۔

نسبت مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احترام

عشق کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ محبوب کیساتھ نسبت رکھنے والوں کا بھی ادب واحترام کیا جائے۔ امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی شخصیتوں کا بہت احترام کرتے تھے۔ چنانچہ وظائف مقرر کرتے وقت سب سے زیادہ وظیفہ (بیس پچیس ہزار دِرہم کے قریب) عمِ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔ اُمہات المؤمنین کے وظیفے کی مقدار دس دس ہزار دِرہم تھی۔ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت تھی، لہٰذا ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کرنا چاہا مگر حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب ازواجِ مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) میں مساوات رکھتے تھے۔ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے وظیفے کی مقدار پانچ ہزار دِرہم تھی۔ حضرت اُسامہ بن زید (جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید کے صاحبزادے تھے) کا وظیفہ اپنے لختِ جگر حضرت عبداللہ سے زیادہ مقرر کیا تو انہیں شکایت ہوئی۔ فرمایا ہاں! اس کا باپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تیرے باپ سے اور وہ خود تم سے زیادہ عزیز تھا۔ (رضی اللہ عنہم)

حسنین سے پیار

حضرت عمر بھی حضرت حسن و حسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے بہت محبت کرتے تھے اور دونوں کو ہمیشہ اپنے لڑکوں سے مقدم رکھتے تھے۔ ایک دفعہ انھوں نے کچھ رقم تقسیم کی اور اس میں سے دونوں بھائیوں کو دس دس ہزار روپے دیئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں بہت پہلے اسلام لایا اور ہجرت کی۔ اس پر بھی ان لڑکوں کو مجھ پر ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، عبداللہ مجھے تمہاری یہ بات سن کر بڑا رنج ہوا ہے۔ تم بتاؤ کہ تمہارا نانا ان کے نانا کی مانند تھا؟ کیا تمہاری ماں ان کی ماں کی مانند ہے؟ تمہاری نانی ان کی نانی کی مانند ہیں؟ کیا تمہارا ماموں ان کے ماموں کی مانند ہے؟ کیا تمہاری خالائیں ان کی خالاؤں کی مانند ہیں؟ سنو! ان کے بابا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، ان کی والدہ حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں، ان کی نانی حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں، ان کے ماموں رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ ان کی خالائیں رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رُقیہ اور حضرت اُمِ کلثوم (رضی اللہ عنہن) ہیں، ان کے چچا جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

امام حسین ﷺ نہ صرف جگر گوشہ بلکہ صحابیٔ رسول ﷺ بھی ہیں

ہم خوارجِ زمانہ پر حیران ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات اور آپ کی اولاد کے مناقب وکرامات سے تو ضد! لیکن آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام پر قربان انہیں یقین ہو یا نہ۔ سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے برادر مکرم سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح صحابی ہیں۔ امام بخاری جیسے ثقہ اور مستند امام نے بخاری جلد اوّل باب اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صحابی کی تعریف میں لکھا:

من صحب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوراہ من المؤمنین فھو صحابی

جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت پالی یا آپ کو بحالتِ ایمان دیکھ لیا، وہ صحابی ہے۔

فائدہ......اس قاعدہ پر حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قسمت کی رفعت کا کیا کہنا کہ آنکھیں کھولیں تو رُخِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نگاہ پڑی اور بار بار پڑی ٹکٹکی لگا کر چہرۂ نبی کو دیکھا اور سیر ہو کر دیکھا۔ جب کہ دوسرے بڑے اکابر صحابہ نے ہیبت نبوی سے چہرہ مبارک کو دیکھا تو سہی لیکن جی بھر کر نہ دیکھ سکے۔

ازالۂ وہم......بعض ناعاقبت اندیش چند عبارات سے غلطی کا شکار ہوئے کہ نابالغ بچہ صحابی نہیں ہوسکتا۔ ان کے اس غلط نظریئے کا ردّ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ومنھم من اشرط فی ذالک ان یکون حین اجماعہٖ بالغا وھو مردود

ان میں سے بعض نے شرط لگائی ہے کہ آدمی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اور زیارت کے وقت بالغ ہو تب صحابی ہوتا ہے یہ قول مردود ہے۔

یہ عقیدہ امام بخاری، امام احمد جمہور محدثین کا ہے، یعنی صحابی ہونے کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت شرط ہے بلوغت شرط نہیں ہے جو بھی ایمان کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت و بقا کا شرف حاصل کرے خواہ قبل البلوغ یا بعد البلوغ وہ صحابی ہے، چنانچہ مخالفین کے ممدوح حافظ ابن کثیر نے لکھا کہ

والمقصود ان الحسین عاصر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم
وصحبہ الی ان توفی وھو عنہ راض ولکنہ کان صغیرا

اور مقصد یہ ہے کہ حسین معاصر رسول ہیں، جنہوں نے حضور کا زمانہ پایا اور ان سے راضی تشریف لے گئے۔

فانہ من سادات المسلمین و علماء الصحابۃ و ابن بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم
التی ھی افضل نباتہ فقد کان عابدا وشجاعا وسخیا (البدایہ، ص۲۰۳)

بے شک حسین سادات مسلمین میں اور علماء صحابہ میں سے ہیں
اور اللہ کے رسول کی سب سے افضل صاحبزادی کے بیٹے ہیں اور وہ عابد، بہادر اور سخی تھے۔

محدثین کی جماعت میں سے حافظ شمس الدین ذہبی نے جو محدث جلیل ہونے کے ساتھ ساتھ معلم وصوفی بھی ہیں اور ابن حجر سے مقدم ہیں، اپنی کتاب 'تجرید اسماء الصحابۃ' میں حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو زمرہ صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

مرتبہ صحابیت

سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم، متقی، عابد و زاہد، سخی اور اعلیٰ درجے کے بہادر اور جانباز تھے۔ ان شرافتوں کے علاوہ آپ صحابی بھی ہیں جن کی شرافت اور عظمت قرآن حکیم اور حدیث شریف سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے اس لئے سلف صالحین اور متقدمین صحابہ کرام پر نکتہ چینی کرنے والوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ انہیں زندیق کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ انہیں بدگویوں کی جماعت میں شامل کرتے تھے کیونکہ ان کے قلوب رذائل نفس سے پاک ہوچکے تھے۔ قرآن کی آیات ویعلمهم الکتب والحکمة ویزکیهم شاہد ہے کہ معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی قرآن و سنت کی تعلیم کے ساتھ ان کا تزکیہ نفس فرما دیا تھا اس لئے مال و دولت کی محبت و حکومت کے لالچ سے وہ بری تھے ان کی ولایت ان کے بعد ہونے والے اولیاء کرام سے بدرجہا اعلیٰ اور بلند تھی۔ کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی صحابیت کے رُتبہ و مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرین اُمت نے عقائد و مسائل اور احکام میں صحابہ کو غیروں پر ترجیح دی۔ اسی کلیہ کو سامنے رکھ کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید خبیث کی حیثیت کا موازنہ خود بخود دیکھئے۔

بیعت یزید

مخالفین سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صرف اسی لئے ناراض ہیں کہ آپ نے یزید کی بیعت کیوں قبول نہ کی جبکہ اس کی خلافت پر اجماع ہوگیا۔ ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ یزید کی بیعت اجماعی کہاں تھی وہ تو زبردستی سے تخت نشین بن بیٹھا اور تھا بھی خونخوار، ظالم اور پرلے درجے کا فاسق و فاجر بلکہ یزید کے دورِ منحوس کا تقاضا یہی تھا کہ اسے لحہ بھر بھی مسلمانوں پر مسلط نہ ہونے دیا جائے جسے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے سروسامانی کے باوجود کر دکھایا۔ چنانچہ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد یزید تخت نشین ہوگیا اور اپنے عُمّال (گورنر) کے ذریعے بیعت کی تجدید کرائی۔

سیّدنا حضرت حسین پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور ان کے ہم خیال بہت سے لوگوں نے بیعت سے انکار کردیا۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی ان لوگوں نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا اور شامی لوگ ان کے قتل کرنے کو تیار ہوگئے تھے، لیکن امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شامیوں کو روکا اور کہا کہ کوئی شخص قریش کو بُری نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔

ان حضرات کے انکار سے یزید کی بیعت اجماعی نہ رہی۔ جن صحابہ نے بیعت کر لی تھی وہ ان کے اپنے اجتہاد کے مطابق کی تھی۔ جو شخص جبر و تشدد سے حکمران بن بیٹھے شریعت میں اس کو امیر المؤمنین کہنا جائز نہیں۔ اسی لئے سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کو امیر المؤمنین کہنے پر کوڑے مارتے تھے۔

غیر شرعی خلیفہ

جب یزید کی امارات غیر شرعی ٹھہری تو یزید شرعاً واجب الاطاعت نہ ہوا۔ کربلا اور ۶۳ ھ کے واقعات سے روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح ہے کہ اگر اس کی بیعت غیر شرعی نہ ہوتی تو ۶۳ ھ و کربلا میں صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی جانوں کا نذرانہ پیش نہ کرتے، کربلا کے واقعات تو مشہور ہیں۔ ۶۳ ھ (مدینہ منورہ) میں یزیدیوں کی طرف سے صحابہ و تابعین پر کیا گزری۔ اس کی تفصیل کیلئے فقیر کی کتاب 'محبوبِ مدینہ' کا مطالعہ کیجئے۔

ظالم و جابر کا مقابلہ

شہدائے کربلا اور شہدائے مدینہ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کہ انہوں نے ظالم بادشاہ کو کلمہ حق علیٰ رؤس الاشہاد کہہ دیا کہ یزید فاسق مجاہر ہے از روئے شریعت امیر المؤمنین نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جابر

ظالم بادشاہ کو حق بات کہہ دینا سب جہادوں سے افضل جہاد ہے۔

یزید کا فسق

یزید کا فسق متعدی تھا جس سے نظام شرعی مختل ہوگیا تھا۔ اس نے اکابر صحابہ کو کلیدی عہدوں سے معزول کیا اور اپنے نوجوان رشتہ داروں کو وہ مناصب عطا کیے۔ اکابر میں بہت کم لوگ کلیدی عہدوں پر باقی رہ گئے تھے' اسی لئے امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ اس کے مقابلے کیلئے اُترے اور اُن کا حق تھا اور سالوں پہلے اس کی خبر نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دے دی تھی۔

علمِ غیب نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جھلک

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یزید کی متغلبانہ امارت سے اپنے صحابہ کرام کو آگاہ فرمادیا تھا اور اس کے ظلم وستم سے ان کو ڈرایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اس کے ہاتھوں پر میری اُمت کی بربادی ہوگی۔ احادیث ملاحظہ ہوں:۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے صادق ومصدوق صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا کہ میری اُمت کی بربادی قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔

سوال...... اس حدیث میں لفظ جمع بالتصغیر آیا ہے اور آئندہ احادیث میں صبیان (جمع صبی کی) آیا ہے۔ تم کہتے ہو کہ یہ یزید اور اسکے اعوان کیلئے یہ لفظ استعمال ہوئے ہیں حالانکہ یہ الفاظ غیر بالغوں پر بولے جاتے ہیں کیا یزید اور اسکے عمال غیر بالغ بچے تھے۔

جواب...... اس کا جواب علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

قلت وقد يطلق الصبى والغليم بالتصغير على ضعيف العقل والتدبير والذين ولوكان محتلما وهو المرادهنا

میں کہتا ہوں صبی اور غلیم (چھوٹا لڑکا) کا لفظ تصغیر کے ساتھ کبھی ضعیف العقل اور ضعیف التدبیر اور ضعیف الدین کیلئے بولا جاتا ہے، گو نوجوان ہو اور یہاں پر یہی معنی مراد ہے۔

☆ حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی تشریح میں دوسری روایت تحریر کی ہے جس سے اُمت کی بربادی کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

قال ابن بطال جاء المراد بلهلاك مبينا فی حديث آخر لابی هريرة اخرجه علی بن معبد وابن ابی شيبة من وجه آخر عن ابی هريرة دفعه، اعوذ باللّٰه من امارة الصبيان قالوا وما امارة الصبيان قال ان اطعتموهم هلكتم ای فی دينكم وان عصيتوهم اهلكوكم ای فی دنياكم باذهاق النفس اوباذهاب المال اولهما (فتح الباری، ص۱۲)

ابن بطال کہتے ہیں کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہلاکتِ اُمت کی مراد ابو ہریرہ ہی کی دوسری حدیث سے کھل جاتی ہے جس کو ایک اور سند سے علی بن معبد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے امارت صبیان (لڑکوں کی حکومت) سے پناہ مانگتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا، لڑکوں کی حکومت کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے (یعنی دین کے اعتبار سے) اور ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے (یعنی تمہاری دنیا کے اعتبار سے جان لے کر یا مال چھین کر یا دونوں لے کر)۔

فائدہ...... اگر تم امارت صبیان کی اطاعت کرو گے تو تمہارا دین برباد ہو جائیگا اور اگر نافرمانی کرو گے تو تمہاری دنیا برباد ہو جائیگی۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی آئندہ روایت میں امارت صبیان کے زمانہ کی تعیین فرمادی گئی۔

☆ وفی رواية ابن ابی شيبة ان ابا هريرة كان يمشی فی الاسواق ويقول اللهم لاتدركنی سنة ستين ولا امارة الصبيان (فتح الباری، ص۱۲)

اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ بازاروں میں چلتے پھرتے کہتے تھے، اے اللہ! ۶۰ھ کا زمانہ مجھ پر نہ گزرے اور امارۃ الصبیان مجھے نہ پائے۔

فائدہ...... ۶۰ھ میں امارۃ الصبیان ہونا حدیث مذکور میں ابو ہریرہ کا قول ہے جو حکماً مرفوع ہے اور آئندہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول ہے۔

انه سمع ابا سعيد الخدری يقول سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم يقول يكون خلف من بعد ستين سنة اضاعو الصلوٰة اوبتغو الشهوات فسوف يلقون غيا (البدایہ والنہایہ، ج۸ص۲۳۰)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ۶۰ھ کے بعد ایسے خلف ہونگے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہواتِ نفس کی پیروی کریں گے تو وہ عنقریب غی (وادی جہنم) میں ڈال دیے جائیں گے۔

شارحین نے فرمایا

بخاری شریف کی دو شرحیں (عینی، فتح الباری) کی تحقیق سے بڑھ کر اور کوئی تحقیق نہیں بالخصوص جس مضمون میں دونوں متفق ہو جائیں تو وہ مضمون ایسے مضبوط ہو جاتا ہے جیسے بخاری و مسلم کی روایت متفق علیہ ہو جاتی ہے۔

☆ حافظ ابن حجر کی عبارت پڑھتے ہیں جس میں وہ ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی حدیثوں کا مصداق معین کر رہے ہیں۔

وفی هذا اشارة الی ان اول الا غیلمة کان فی سنة ستین یزید وهو کذالك فان یزید بن معاویه استخلف فیها وبقی الیٰ سنة اربع وستین فمات (فتح الباری، ص ۱۲)

اور اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ ان نوخیز لڑکوں میں پہلا نوخیز لڑکا ۶۰ھ میں یزید تھا اور وہ ۶۴ھ تک باقی رہا پھر فوت ہو گیا۔

☆ علامہ بدر الدین عینی بھی اس امارۃ الصبیان والی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واولهم یزید علیه ما یستحق وکان غالبا ینزع الشیوخ من امارة البلدان الکبار ویولیها الاصاغر من اقاربه (عمدۃ القاری، ج ۱۱ ص ۳۲۲)

ان صبیان میں پہلا یزید ہے اس پر وہی ہو جس کا وہ مستحق ہے اور اکثر وہ شیوخ اکابر کو بڑے بڑے شہروں کے ذمہ دارانہ عہدوں سے برطرف کر کے اپنے عزیز و اقارب نوجوانوں کو کلیدی عہدے سپرد کرتا جاتا تھا۔

فائدہ...... باتفاق محدثین ان احادیث کا مصداق یزید بن معاویہ ہے ان احادیث میں بتایا گیا ہے کہ ۶۰ھ کی حکومت ان ضعیف الدین لوگوں کی ہوگی جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہواتِ نفسانیہ کے پیرو ہوں گے اور انجام کار جہنم میں داخل ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ توضیح بھی فرمائی کہ اس حکومت کی فرمانبرداری دین کی بربادی ہوگی اور اس کی نافرمانی سے دنیا کی بربادی ہوگی۔

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ آسمان و زمین تو بدل سکتے ہیں لیکن مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے نکلی ہوئی بات کبھی غلط نہ ہوگی۔ اس لئے لازماً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دورِ یزیدی دین کی تباہی کا دور تھا جسے بچایا تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ اسی لئے ہم اہلسنت بجا کہتے ہیں ؎

سر داد نداد دست در دست یزید　　　حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

سر دے دیا لیکن یزید کی بیعت نہ کی، بخدا کہ حق کی بناء امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔

غلط پروپیگنڈہ

مخالفین بڑا شور مچاتے اور زور لگاتے ہیں کہ (معاذ اللہ) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغی تھے، اس غلط پروپیگنڈہ کا صدیوں پہلے امام ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے قلع قمع فرمایا۔ آپ شرح فقہ اکبر، صفحہ ۲۷ میں لکھتے ہیں کہ یہ جو بعض جاہلوں نے کہا ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغی تھے، اہلسنّت وجماعت کے نزدیک غلط ہے اور شاید یہ راہِ حق سے بھٹکے ہوئے (خارجیوں) کی بڑ ہے۔

فائدہ...... حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری مسلّم مجدّد ہیں۔ بالخصوص مخالفین کو ان کی تحقیق پر بہت زیادہ اعتماد ہے، آپ نے انہیں اس مسئلہ میں جاہل قرار دیا ہے، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی اور یزید کو امام برحق کہنے والے جہالت سے کہہ رہے ہیں ورنہ اہل علم کا یہ شیوہ نہیں جو انہوں نے کردار ادا کیا ہے۔

حق حسین بر حق حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سالوں پہلے فرما دیا تھا۔

☆ ابن سعد وطبرانی میں حضرت اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے جبرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی،

ان ابني الحسين يقتل بعدي بارض الطف وجاء ني بهذه التربة فاخبرني انها مضجعه'

☆ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، بیشک میرے گھر آیا ایک فرشتہ جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا اس نے مجھ سے کہا آپ کا بیٹا حسین شہید ہوگا، اگر آپ چاہیں تو میں اس جگہ کی مٹی آپ کو دکھا دوں پھر وہ سُرخ رنگ کی مٹی دکھائی۔

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارش برسانے والے فرشتہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی۔ اجازت مل گئی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تھے۔ آپ نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، خبردار کوئی اندر داخل نہ ہو، اسوقت حضرت حسین حضرت اُم سلمہ سے زبردستی اندر داخل ہوئے اور فوثب علىٰ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فجعل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يلمثه' ويقبله' نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود اور کندھوں پر کودنے لگے اور آپ ان کو چومنے لگے۔ اس فرشتہ نے عرض کیا باقی اس سے اوپر جو لکھا گیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

☆ حضرت اُم الفضل فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گئی تو آپ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں لئے بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ فرمایا، جبرائل (علیہ السلام) نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بیٹے کو آپ کی اُمت شہید کرے گی۔ مجھے اس جگہ کی سرخ رنگ کی مٹی بھی دکھائی۔

☆ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آرام فرمارہے تھے جب بیدار ہوئے تو آپ غمگین تھے اور آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی، اس کو اُلٹتے پلٹتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ مٹی کیسی ہے؟ فرمایا مجھے جبرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی ہے: ان هذا يعني الحسين يقتل بارض العراق وهذا ترابتها کہ حسین شہید ہوگا عراق کی زمین پر اور یہ مٹی وہیں کی ہے۔

☆ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میرے گھر میں کھیل رہے تھے، حضرت جبرائیل (علیہ السلام) بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کے اس بیٹے کو آپ کے بعد آپ کی اُمت شہید کریگی اوحیٰ الی الحسین اشارہ کیا حسین کی طرف اور آپ کو تھوڑی سی مٹی بھی دی۔ آپ نے اس کو سونگھا اور فرمایا، قال ريح كرب وّ بلا اس ریح سے مصیبت اور بلا کی بُو آتی ہے۔ پھر فرمایا، اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون ہوگی تو سمجھ لینا کہ ان ابني قد قتل میرا بیٹا شہید ہوگیا۔

☆ حضرت محمد بن عمر بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کربلا کی دو نہروں پر تھے، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شمر ذی الجوشن کی طرف دیکھا اور فرمایا: صدق الله ورسوله قال رسول الله ﷺ كاني انظر الىٰ كلب ابقع يلغ في اهل بيتي وكان شمر ابرص اللہ اور اس کا رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سچا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، گویا میں دیکھتا ہوں ایک ابلق کتے کو جو منہ ڈالتا ہے میرے اہل بیت کے خون میں اور وہ شمر ذی الجوشن کوڑھی تھا۔

☆ حضرت انس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا:

ان ابني هٰذا يُقتل بارض يقال لها كربلاء فمن يشهد ذالك منكم فلينصره

کہ میرا یہ بیٹا اس زمین میں شہید ہوگا جس کا نام کربلا ہے پھر جو شخص تم لوگوں میں سے وہاں موجود ہو اس کی مدد کرے۔

سو گئے انس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا کو اور شہید ہوئے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ۔

☆ حضرت یحییٰ الحضرمی فرماتے ہیں کہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جب ہم نینویٰ کے برابر پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکار کر کہا، **صبراً یا عبد اللّٰہ بشط الفرات** میں نے عرض کیا، امیر المؤمنین! یہ کیا ہے؟ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے کہ حسین شہید ہوگا فرات کے کنارے پر اور دکھائی مجھ کو وہاں کی مٹی۔

☆ حضرت اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حسین کی قبرگاہ پر پہنچے۔ فرمایا امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

ھٰھنا مناخ رکابھم وموضع رجالھم و مھراق دِمآ الھم فئة من آل محمد ﷺ یقتلون بھٰذہ العرصة تبکی علیھم السماء والارض

کہ شہداء کے اونٹ باندھنے کی جگہ ہے اور یہ کجاوے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے خون بہنے کا مقام ہے۔
کتنے جوان آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس میدان میں شہید ہوں گے جن پر زمین و آسمان روئیں گے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے بدلے ستر ہزار آدمی مارے۔ **انی قاتل ابن انبتك سبعین الفا وسبعین الفا** اور ماروں گا تیرے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار۔

فائدہ...... یہ روایات بتاتی ہیں کہ حق پر ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کو برحق ماننا خدا اور رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے حکم کے خلاف ہے۔

ازالۂ وہم...... ان میں بعض روایات کی سند ضعیف سہی لیکن محدثین کا قاعدہ نہ بھولئے کہ سندات مختلفہ بطرق مختلفہ احادیث صحاح کے حسن لغیرہ ہوجاتی ہیں۔

یزید ذلیل و خوار اور بد کردار

قاعدہ مذکورہ کے مطابق حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سالوں پہلے ایک فیصلہ اُمت کو سنایا۔ اُمت کی بدقسمت قوم نے انکار کردیا، لیکن الحمدللہ ہم خوش قسمت اہلسنّت کو مکمل یقین ہے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یزال امر هذه الامة قائما بالقسط حتي یکون اول من یثلمه رجل من امیة یقال له یزید

میری اُمت کا امر و حکم عدل کیساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا وہ شخص جو اسے تباہ کریگا بنی اُمیہ سے ہوگا جسے یزید کہا جاتا ہے۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۸ ص ۲۳۱۔ وصواعق محرقہ، ص ۲۲۱۔ تاریخ الخلفاء، ص ۱۶۰)

☆ عن ابی الدرداء قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال له یزید (ایضاً)

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا سب سے پہلے جو شخص میری سنت کو بدلے گا وہ بنی اُمیہ سے ہوگا، جسے یزید کہا جائے گا۔

مذکورہ احادیث اور کتب تاریخ سے حقیقت واضح ہے یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۶۰ھ سے پناہ مانگی، آپ کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی۔ جن کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروان سے فرمایا تھا کہ مجھے ان صبیان کے نام اور قبیلے تک معلوم ہیں اگر میں چاہوں تو بتلا سکتا ہوں۔ اسی وجہ سے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان اور حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزیدی حکومت کا شروع ہی سے انکار کردیا تھا اور جو بھی خاموش تھے انہوں نے بھی یزید کی بداعمالیوں کی وجہ سے یزید کی مخالفت کی۔ یہاں تک کہ کارزار کربلا اور واقعہ حرہ (مدینہ) اور حملہ کعبہ رونما ہوئے۔

اسی لئے یزید کے فتوائے کفر تک نوبت پہنچی۔

☆ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو نویں صدی (متوفی ۸۹۹ھ) کے بہت بڑے محدث ہوئے۔ اپنی تصنیف صواعق محرقہ، صفحہ ۲۲۰ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ اہلسنّت کا اس میں اختلاف ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ کافر ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ دمشق میں اسکے سامنے رکھا گیا تو وہ خوشی سے شعر پڑھتا تھا اور سر مبارک کو چھڑی سے ٹھوکنے لگا تھا۔ وقالت طائفة ليس بكافر اور ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ کافر نہیں۔ بہر حال یہ اُمت کا اختلافی مسئلہ ہے اور جمہور اہلسنّت اور آئمہ کرام کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ فاسق و فاجر اور شرابی تھا۔

☆ اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۱ پر ہے:

اخرج الواقدی من طرق ان عبد الله بن حنظلة ابن الغسيل قال والله ماخرجنا علیٰ يزيد حتى خفنا ان نرمیٰ بالحجارة من السماء انه رجل ينكح امهات اولاد البنات والاخوان وتشرب الخمر ويدع الصلوٰة (ماثبت بالسنۃ، ص ۲۷۷۔ تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۰۔ صواعق محرقہ، ص ۲۲۱)

خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہیں کیا یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ اسکی بدکاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں یہ ایک ایسا شخص تھا کہ جس نے ماؤں اور بیٹیوں اور بہنوں کے نکاح کا رواج دیا۔ یہ شراب پیتا تھا اور نماز کا تارِک تھا۔

☆ علامہ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

وقال الذهبي وكما فعل يزيد باهل المدينة مافعل مع شربه الخمر ايتانه المنكرات اشد عليه الناس وخرج عليه غير واحد ولم يبارك الله فی عمره (صواعق محرقہ)

یزید نے باشندگان مدینہ منورہ کے ساتھ جو کیا وہ کیا، لیکن اس کے باوجود وہ شراب خور اور ممنوعہ اعمال کا مرتکب تھا اسی سبب سے لوگ اس سے ناراض ہوئے اور اس پر سب نے متفقہ طور پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یزید کو غارت یعنی تباہ کر دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوڑے

کاش! آج کوئی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا منصف مزاج پیدا ہوتا کہ یزید پرستوں کو کوڑے مارے تاکہ روزانہ کی جنگ ختم ہو۔

نوفل بن فرات کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اتنے میں کسی نے یزید بن معاویہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ

قال امیر المؤمنین یزید بن معاویة فقال تقول امیر المؤمنین فامربه فضرب عشرین سوطا

امیرالمؤمنین یزید بن معاویہ نے یہ کہا، اس پر خلیفہ وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا
اے شخص تو نے یزید کو امیرالمؤمنین کہا یہ تیرا جرم ہے، پھر اس شخص کو بیس کوڑے لگوائے۔ (صواعق محرقہ، ص ۲۲۱)

آخری فیصلہ

جن صاحبان کو یزید کے کفر کے موجبات قطعی طور پر میسر آئے۔ انہوں نے یزید کے متعلق حتمی فیصلہ فرمایا جیسے حضرت امام علامہ سعدالدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل اور قتل کا حکم دینے والے اور قتل کو جائز سمجھنے والے اور آپ کے قتل پر راضی ہونے والے پر لعنت کرنے میں سب کا اتفاق ہے۔ اور یہ صحیح بات ہے کہ یزید سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر خوشی منانے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھرانے کی توہین کرنے پر راضی تھا۔ (شرح عقائد امام نسفی)

سوال...... یزید پلید تو تھا ہی تو پھر اسے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا جانشین کیوں بنایا؟

جواب...... اس کا تفصیلی جواب فقیر کے رسالہ ’الرفاہیہ فی الناہیہ عن ذم معاویہ‘ میں ہے۔

اجمالی جواب نمبر ۱...... یہ ہے کہ چونکہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ میں اس سے کوئی نازیبا حرکت نہ دیکھی تھی بلکہ بعض حضرات سے اس کی تعریفیں اور فضیلتیں سنی تھی اس لئے اسے اپنا جانشین بنایا اور اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی:

اللھم ان کنت مھدت لیزید لما رأیت من فضلہ فبلغہ ما املت واعنہ وان کنت انما حملنی حب الوالد بولدہ وانہ لیس لما صنعت بہ اھلا فاقبضہ قبل ان یبلغ ذلک (تاریخ الخلفاء، ص ۱۵۷ تا ۱۵۸)

یا اللہ! اگر میں نے یزید کو اس کی فضیلت واہلیت دیکھ کر اپنا جانشین بنایا ہے تو اسے میری توقع پر پورا اُتار اور اس کی مدد فرما اور اگر میں نے محض شفقت پدری کہ ایک باپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ ہوتی ہے اسے اپنا جانشین بنایا اور وہ نااہل ہے تو اُسے عنان حکمرانی سنبھالنے سے پہلے ہی ہلاک کردے۔

اجمالی جواب نمبر ۲...... سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُور کی نزاکت کو بھی سامنے رکھا کہ اسوقت بنواُمیہ تمام معاملاتِ سلطنت پر قابض تھے اگر آپ یزید کیلئے ایسا اقدام نہ فرماتے تو خانہ جنگی شروع ہوجاتی جسے ان کے بعد روکنا ناممکن ہوجاتا۔ یہی وجہ ہے کہ سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی نزاکت کے پیش نظر خلافت سے خود بخود دستبردار ہوکر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

اجمالی جواب نمبر ۳...... اولاد کو جانشین بنانا کفر نہیں۔ یہی کام تو پہلے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کہ اپنا جانشین امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا تو جیسے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لیاقت کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنا جانشین بنایا ایسے ہی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جیسے کہ اجمالی جواب نمبر ۱ میں گزرا۔

یزید کے گندے کرتوت کی فہرست

یزید کے خلاف جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علمِ جہاد بلند کیا۔ اس کا موجب یزید کے گندے کرتوت تھے۔ چنانچہ مخالفین کے ممدوح حافظ ابن کثیر یزید کے اخلاق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، یزید میں اچھے خصائل تھے یعنی کرم اور فصاحت اور شاعری اور بہادری اور بادشاہی میں اچھی رائے اور خوبصورت وخوش اخلاق تھا اور یہ بھی تھا کہ شہوتوں کی طرف اس کی توجہ تھی اور بعض اوقات بعض نمازیں چھوڑ دیتا تھا اور اکثر اوقات نمازیں وقت گزار کر پڑھتا۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸ ص ۲۳۰)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... حافظ ابن کثیر نے اس کے اچھے خصائل بتائے جو دراصل وہ بھی بُرے اخلاق تھے مثلاً جب اس کا ثبوت شہوت پرست ہونا ثابت ہوگیا تو اس میں شرمگاہ کی ناجائز خواہش دونوں آجاتی ہیں۔ اس کا زانی ہونا بھی آگیا اور شرابی ہونا بھی اور نمازوں کا ترک کرنا بھی، ایسے بدرویہ شخص کے کوئی اچھے خصائل ہوتے ہیں تو وہ بھی درحقیقت اچھے نہیں ہوتے۔ فقط اس کے پرستاروں کی نگاہ میں اچھے ہوتے ہیں جیسے آج ہمارے دور میں خوارج ونواصب یزید کو آسمان سے اوپر چڑھا رہے ہیں۔ مثلاً کرم اس میں موجود تھا، لیکن یہ بدرویہ شخص فقط بدچلن لوگوں پر کرم کرتا تھا۔ ایسا کرم محمود نہیں بلکہ مذموم ہے اور اس کے پرستار اس کے عمل تبذیر کو کرم سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کی فصاحت اور شاعری کو دیکھئے کہ اس کی یہ صفتیں عورتوں کی مدح وثناء اور شراب نوشی کے ذوق کو ظاہر کرتی ہیں۔ اسی طرح اس کا اخیار اور ابرار کو قتل کرنا اسکے دوستوں کے نگاہ میں شجاعت اور بہادری ہے ایسے کرم فصاحت شاعری اور بہاردی پر اللہ تعالیٰ کی بیشمار لعنتیں ہوں۔

اہل مدینہ پر ظلم و ستم

اہل مدینہ کی خونریزی کیلئے جو یزید نے فوج بھیجی تھی اس پر حافظ ابن کثیر اپنی رائے یوں ظاہر فرماتے ہیں، یزید نے بےہودہ غلطی کی کہ اس نے مسلم بن عقبہ سے کہا کہ وہ تین دن مدینہ کی بے حرمتی کرے۔ یہ بات کہنا بہت بےہودہ غلطی ہے اس کیساتھ یہ بات بھی مل گئی کہ صحابہ اور صحابہ زادوں سے بڑی مخلوق قتل ہوئی اور اس بات کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب کو عبیداللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کرایا۔ مدینہ نبویہ میں ان تین دنوں میں ایسے مفاسد عظیمہ واقع ہوئے جن کی کوئی حد نہیں اور نہ زبان ان کو بیان کرسکتی ہے جس کی شناعت کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ مسلم بن عقبہ کے بھیجنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ میری سلطنت اور بادشاہی ایسی مضبوط ہو کہ بغیر کسی مخالفت کرنے والے کے ہمیشہ قائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے اس ارادہ کے برعکس اسے سزا دی اور اس کے اور اس کی خواہش کے درمیان حائل ہوگیا۔ زبردستوں کو ٹکڑے کرنے والے اللہ عزوجل نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور اس کو غالبانہ اور قادرانہ شان سے پکڑا۔ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ شہروں کے ظالم باشندوں کو پکڑتا ہے بے شک اس کی پکڑ سخت اور دردناک ہے۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸ ص ۲۲۲)

درسِ عبرت یزید پرستوں کیلئے

حافظ ابن کثیر نے پُر زور الفاظ میں یزید کا تارک الصلوٰۃ، شہوت پرست، ظالم سفاک ہونا بیان کردیا اور یہ بھی بتادیا کہ یزید کے اس بے انتہا ظلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمیشہ کیلئے نیست ونابود کردیا۔ وہ ظالموں سے دائماً ایسا کرتا ہے۔

فائدہ...... مخالفین کیلئے حافظ ابن کثیر مورخ جلیل ہونے کے علاوہ محدث کبیر بھی ہیں اس لئے وہ یہاں چند احادیثِ صحیحہ بھی لکھ رہے ہیں تاکہ یزید کی خباثت اور اس کے ظلم واستبداد اور فسق وفجور پر مہر ثبت ہو۔

اہل مدینہ کے گستاخ کی سزا

☆ فی روایۃ لمسلم من طریق ابی عبد اللّٰہ القراظ عن سعد و ابی ہریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من اراد اہل المدینۃ بسوء اذا بہ اللّٰہ کما یذوب الملح فی الماء

سعد اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص مدینہ والوں کے حق میں بُرا ارادہ کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اس طرح پگھلا دے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸ ص ۲۲۳)

☆ عن السائب بن خلاد ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من اخاف اہل المدینۃ ظلما اخافہ اللّٰہ و علیہ لعنۃ اللّٰہ و الملائکۃ و الناس اجمعین، لا یقبل اللّٰہ عند یوم القیامۃ صرفا ولا عدلا۔ رواہ امام احمد (البدایہ والنہایہ، ج ۸ ص ۲۲۳)

سائب بن خلاد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ظلم کی بناء پر اہل مدینہ کو ڈراتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے نہ نوافل قبول فرمائیگا اور نہ فرائض۔

ازالۂ وہم...... جن لوگوں نے یزید کو صالح اور جواد کہا ہے وہ لوگ یزید کے اپنے تھے۔ یوں بھی ہوتا تھا کہ بعض اکابر کے سامنے یزید صالح اور نمازی بن جاتا تھا، یہ اس کی چالاکی تھی تاکہ یہ بڑے لوگ اس کی اچھائی کا پرچار کریں تاکہ اس کی کرسی مضبوط ہو۔ جیسے ہمارے دور میں بعض سیاسی لیڈروں کو دیکھا جاتا ہے کہ کرسی کی خاطر کیسے کیسے پاپڑ بیلتے اور خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہوجاتے ہیں۔

گھر کا بھیدی

عربی مثل مشہور ہے کہ صاحب البیت ادری بما فیہ گھر والوں کو گھر کی زیادہ خبر ہوتی ہے۔ یزید کا حال جتنا اس کا بیٹا جانتا ہے صدیوں بعد کسی کو کیا خبر کہ یزید کے بیٹے کو مخالفین بھی نیک اور متقی مانتے ہیں۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ یزید اپنے صالح بیٹے کو ولی عہد بنا کر مرا۔ وہ بیچارہ مسلسل بیمار رہا اور اسی بیماری سے ہی وفات پائی۔ وہ باہر نکل کر لوگوں کے پاس نہیں آیا اور نہ ان کو نماز پڑھائی اور نہ امورِ خلافت میں دخل دیا اس کی خلافت کی مدت چالیس یوم تھی۔ بعض نے کہا دو ماہ اور بعض نے کہا ہے تین ماہ۔ اس نے اکیس برس کی عمر میں وفات پائی اور بعض نے کہا بیس سال کی عمر میں۔ اس کی نیکی کاری کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ وہ آغازِ خلافت میں ممبر پر چڑھا اور کہا کہ یہ خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک رسی ہے میرا باپ خلیفہ بن گیا وہ نااہل تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے سے بغاوت کی تو اس کی عمر کٹ گئی اور نسل منقطع ہوگئی۔ اب وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں میں پکڑا ہوا ہے۔ پھر معاویہ رونے لگا اور کہا کہ سب سے بڑا دُکھ یہ ہے کہ ہم نے اس کی بری موت دیکھی اور اس کے برے خاتمہ کا مشاہدہ کیا۔ کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کو قتل کیا اور شراب کو جائز کہا اور کعبہ کی بربادی کی۔ میں نے خلافت کا مٹھاس نہیں چکھا اس لئے اس کی تلخی کو اپنے سر نہیں لیتا۔ تم جانو اور تمہاری خلافت جانے۔ اللہ کی قسم! اگر دنیا اچھی ہے تو ہمیں اس کا کچھ حصہ ملا ہے اور اگر بری ہے تو ابوسفیان کی اولاد کیلئے یہ برائی کافی ہے جو انہوں نے دنیا حاصل کی۔ پھر معاویہ بن یزید گھر میں چھپ گیا حتیٰ کہ چالیس دِنوں کے بعد وفات پائی۔ (الصواعق المحرقہ)

دوسرا اور گھر کا گواہ

حضرت علامہ ابن حجر وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصاف کیا کہ یزید کو امیر المومنین کہنے والے شخص کو بیس کوڑوں کی سزا دی۔

آخری فیصلہ

تمام اُمتِ مسلمہ کے علماء نے یزید کے ظالم اور فاسق ہونے کو اس لئے تسلیم کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۶۰ھ میں شروع ہونے والی حکومت کو ساری اُمت کی بربادی کا باعث فرمایا اور یہ فرمایا کہ ۶۰ھ کے بعد حکمران نمازوں کو ضائع کرنے والے اور شہوت پرست ہوں گے اور جہنم کے طبقہ 'غیّ' میں داخل ہوں گے اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ ۶۰ھ کی حکومت کے گزند سے تمہیں بچائے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کربلا میں شہید ہونے کی خبر دی اور فرمایا کہ جو شخص اس وقت موجود ہو وہ حسین کی نصرت کرے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عام لوگوں میں یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے ۶۰ھ کی حکومت کا زمانہ نہ پائے۔ تو ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور ۵۹ھ میں ان کی وفات ہوگئی وغیرہ وغیرہ۔

کوئی ہے مرد میدان

اب بھی ہم عام اعلان کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت میں سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے اوران کے زمرہ میں اُٹھائے۔ یزید پرستوں کو چیلنج ہے کہ وہ بھی برسرمیدان کھلے الفاظ میں پکاریں اوردعا مانگیں کہ ان کا حشر یزید، شمر، ابن زیاد کے ساتھ ہواوروہ قیامت میں انہی کے ساتھ ہوں۔ ہم اہلسنّت اس دعا گو کی دعا پر سوبار آمین کہیں گے بلکہ عوام میں ان کی اس دعا کا خوب پرچار کریں گے۔ کوئی مرد میدان فقیر کا یہ چیلنج قبول کرے تو فوراً مطلع فرمائے پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سوال...... قاضی ابوبکر ابن العربی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں اس نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یزید خلیفہ برحق تھا اور حضرت امام حسین باغی تھے، وہ اپنے نانا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق قتل ہوئے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

جواب...... اگر قاضی مذکور نے اتنی بڑی جرأت کی تو اہل حق نے اسوقت اس کی خوب گوشمالی فرمائی، چنانچہ سیّدی امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ ابن العربی فقیہ مالکی کی ناموزوں باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ ایک شخص نے سرخ لباس کو برا کہا تو ابن العربی مذکور نے اُس شخص کے قتل کرنے کا فتویٰ دیا کہ اس نے ایسے لباس کو برا کہا ہے جو لباس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہنا ہے تو وہ شخص ابن العربی کے اس فتویٰ پر قتل کردیا گیا۔ اسی طرح المطامح میں مذکور ہے یہ انوکھی دلیری ہے اور مسلمانوں کی خونریزی پر عجیب اقدام ہے کل قیامت کے دن یہ مقتول اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغاثہ دائر کریگا اور تجاوز کرنے والا رُسوا ہوگا۔ یہ ابن العربی کا فتویٰ اس کی پہلی جرأت اور دلیری اور اقدام نہیں بلکہ اس نے ہمارے مولیٰ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ایک کتاب لکھی ہے کہ یزید نے ان کو جائز طور پر قتل کیا اور ان کے نانا کی تلوار سے ان کو قتل کیا۔ (اللہ تعالیٰ ایسے خذلان سے ہم سب کو بچائے)۔ (شرح الطریقۃ المحمدیہ، ج۲ص۵۳۳)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... ایک قاضی ابوبکر بیچارے کی کیا تخصیص ہے علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یزید پرستوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہوگزرا ہے جو یزید کو معبود (الہ) مانتا تھا۔ ہم اپنے دور کے یزید پرستوں سے اپیل کرتے ہیں کہ صرف قاضی ابوبکر کی عقیدت تک محدود نہ رہو بلکہ آگے چھلانگ لگایئے۔ اگر صرف قاضی صاحب تک محدود رہنا چاہتے ہو تو پھر ہمارا جواب تمہارے لئے وہی کافی ہے جو حضرت سیّدی نابلسی قدس سرہٗ نے دیا یعنی تم بیوقوف ہو۔

آئمہ عظام و علماء کرام

صرف امام نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابوبکر ابن العربی کے مخالف نہیں ہیں بلکہ دیگر ائمہ عظام اور علماء کرام بھی وہی کہتے ہیں جو علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:۔

☆ امام واقدی نے متعدد طرق سے روایت کی ہے کہ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

واللہ ما خرجنا علیٰ یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السمآء ان رجلا ینکح امہات الاولاد والبنات ولاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوٰۃ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۶۰)

قسم بخدا یزید سے ہم نے اس وقت ہی بغاوت کی جب ہمیں اس بات کا ڈر لگنے لگا کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسیں گے۔ لوگ امہات الاولاد، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنے، شراب پینے اور نماز چھوڑنے لگ گئے تھے۔

☆ ذہبی، ابن تیمیہ کے شاگردِ رشید نے لکھا:

ولما فعل یزید باھل المدینۃ ما فعل مع شرب الخمر واتیانہ المنکرات اشتد علیہ الناس وخرج علیہ غیر واحد ولم یبارک اللہ فی عمرہ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۶۰)

اور جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ ناروا سلوک کیا ساتھ ہی شراب و بدکاریوں کا دور دورہ چلایا تو لوگ اس کے باغی ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں برکت نہ فرمائی۔

فائدہ...... یہ امام ذہبی کی شہادت ہے جو ابن تیمیہ صاحب کے شاگردِ رشید ہیں اور خود امام ابن تیمیہ یزید کے بارے میں نہایت نرم خیال ہونے کے باوجود حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مظلوم و شہید اعتقاد کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

تمکن اولئک الظلمۃ الطغاۃ من سبط رسول اللہ ﷺ حتی قتلوہ مظلوما شہیدا (الی ان قال) فان ما قصدہ من تحصیل الخیر و رفع الشرلم یحصل منہ شئ (منہاج السنۃ، ج ۲ ص ۲۴۱ تا ۲۴۲)

ظالموں سرکشوں نے نواسائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قابو پالیا۔ یہاں تک کہ انہیں قتل کردیا حالانکہ آپ مظلوم و شہید ہیں آپ نے جو نیک مقصد کو حاصل کرنے اور یزید کے شر کو دور فرمانے کا ارادہ کیا تھا وہ کچھ بھی حاصل نہ ہوسکا۔

فائدہ...... اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور اس کی ناپاک و ظالم حکمرانی کو ختم کرنا آپ کا نیک مقصد تھا آپ کا قتل باغی کے طور پر نہیں مظلوم و شہید کے طور پر ہے۔ یزید ہی دراصل ظالم و باغی تھا اور وہ عامۃ المسلمین کو اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتا تھا۔

☆ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

وقتل من قتل وبايع مسلم الناس على انهم خول ليزيد يحكم في دمائهم واموالهم بماشاء وانهم اعبدله قن فی طاعة اللّٰه و معصية (فتح الباری، ج ۱۳ص ۶۰ تا ۷۱)

اور اہل مدینہ کے قتل عام کے بعد بقیہ لوگوں سے مسلم بن عقبہ نے یزید کے حق میں اس بات کا عہد کر لیا کہ وہ یزید کے تابعدار رہیں گے اور یزید کو ان کے جان و مال میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنے کا اختیار ہوگا اور ہر جائز و ناجائز بات میں یزید کے فرمانبردار رہیں گے۔

سوال..... جب یزید امامت وخلافت کیلئے منتخب ہو گیا تو پھر بیعت نہ کرنا بغاوت نہیں تو اور کیا ہے؟

جواب..... سرے سے یزید کی خلافت ہی غیر شرعی ہے تو پھر بغاوت کیسی۔ اگر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کر لی تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرے سے بیعت کی ہی نہیں تھی اس لئے یزید بیعت کا اہل ہی نہیں تھا۔ ان دونوں صورتوں میں حق بجانب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

واجمعوا على ان الامامة لا تنعقد لكافر ولو طرء عليه الكفر العزل وكذالو ترك اقامة الصلوٰة والدعاء اليها وكذا البدعة (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۷ ص ۲۰۱)

اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافر مسلمانوں کا امیر نہیں ہو سکتا اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو جائے تو وہ معزول ہو گیا اور اسی طرح بادشاہ اگر نماز اور نماز کی تبلیغ چھوڑ دے اور اسی طرح وہ بدعت کا حامی ہو جائے تو وہ اپنے عہدہ سے معزول ہو چکا۔

یعنی اس پر فرض ہوگا کہ وہ کرسی اقتدار سے الگ ہو جائے یا عامۃ المسلمین اسے زبردستی علیحدہ کر کے متبادل صالح شخص کو اپنا سربراہ ملک بنائیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

وجب على المسلمين خلعه ونصب امام عادل ان امكنهم ذلك (ایضاً)

اگر مسلمانوں سے ہو سکے تو ایسے سربراہ کو علیحدہ کر کے اس کی جگہ نئے صالح شخص کو سربراہ بنائیں۔

اور امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 'عمدۃ القاری' و امام ابن حجر عسقلانی 'فتح الباری' میں فرماتے ہیں:

الذی عليه العلماء فی امراء الجور انه ان قدر علىٰ خلعه بغير فتنة ولا ظلم وجب

ظالم سربراہوں کے بارے میں علماء کا فیصلہ ہے کہ اگر کسی فتنہ اور ظلم و زیادتی کے بغیر انہیں علیحدہ کرنا ممکن ہو تو انہیں علیحدہ کرنا ضروری ہے۔ (عمدۃ القاری، ج ۲۴ ص ۱۵۹۔ فتح الباری، ج ۱۳ ص ۹)

یہاں دراصل صحیحین کی ایک حدیث ہے جس کی شرح میں مندرجہ بالا قول نقل کیا گیا ہے، وہ حدیث یہ ہے:

وان نتنازع الامر اهله الا ان تروا كفرا بواحا عندكم من الله فيه برهان

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت سربراہ مملکت کی نافرمانی نہ کرو جب تک کہ وہ ایسے کھلے کفر و معصیت کا اعلانیہ ارتکاب نہ کرنے لگے جس کے کفر و معصیت ہونے کی تمہارے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے دلیل موجود ہے۔

گویا جب سربراہ مملکت ایسے کھلے کفر و معصیت کا اعلانیہ مرتکب پایا جائے جس کے کفر و معصیت ہونے پر کتاب و سنت کی روشنی میں دلیل موجود ہو تو ایسے سربراہ مملکت کو ہٹانا اور اس کی سول نافرمانی ضروری ہے۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید پلید کی بیعت نہ کر کے اس حدیث پر عمل فرمایا۔

سوال...... بخاری شریف میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

اول جيش من امي يغير مدينة قيصر مغفور لهم

میری اُمت کا پہلا لشکر جو قسطنطنیہ کا جہاد کرے گا ان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

فائدہ...... مہلب نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ یزید خلیفہ برحق تھا کہ وہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر کا سردار اور امیر تھا۔ اس لئے وہ بھی مغفور ہوا تو اس کا جنتی ہونا ثابت ہو گیا تو جنتی کی خلافت کو کیونکر ناجائز کہا جا سکتا ہے!

نوٹ...... یزید پرستوں کے ہاں صرف یہی روایت اور مہلب کا استدلال ہے اور بس۔ اس حدیث کے جوابات اور تحقیق فقیر نے 'شرح حدیث قسطنطنیہ' میں لکھ دی ہے، مختصر جوابات آتے ہیں۔

یاد رہے کہ جب مہلب بنو اُمیہ کا فرد ہے، وہ قومی تعصب کی بناء پر زبردستی سے یزید کو اس حدیث سے جنتی ثابت کر رہا ہے۔ محدثین میں سے کسی نے بھی اس حدیث سے یہ نتیجہ نہیں نکالا، بلکہ محدثین نے مہلب کے اس استنباط کو غلط قرار دیا ہے۔ جیسا کہ تفصیل آتی ہے۔

جواب......حدیث شریف میں ہے:

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا تمس النار مسلماً رانی او رائی من رأنی

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی ایسے مسلمان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی

جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ (رواہ الترمذی۔ مشکوۃ المصابیح ص ۵۵۴)

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ کوئی صحابی یا تابعی دوزخ میں نہیں جائیگا اس پر ہمارا سوال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جو لوگ مرتد ہو گئے تھے اور ارتداد کی وجہ سے قتل کیے گئے تھے کیا وہ دوزخ میں داخل ہوں گے یا نہیں؟ تو معترض یقیناً یہ جواب دے گا کہ جو لوگ مرتد ہو گئے تھے وہ جہنم میں ضرور داخل ہوں گے اور ہمیشہ کیلئے جہنم میں معذب (عذاب میں) رہیں گے۔ پھر اس سے پوچھیں گے کہ حدیث تو یہ بتا رہی ہے کہ کوئی صحابی یا تابعی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا اور تم کہتے ہو کہ بعض لوگ مرتد ہو گئے وہ دوزخ میں ضرور داخل ہوں گے تو تمہارا فتوٰی حدیث کے خلاف ہوا۔ لامحالہ مخالف مجبور ہو کر کہے گا کہ جس نے مرتے دم تک اپنے ایمان کو محفوظ رکھا دوزخ میں داخل نہیں ہوگا، بخلاف ان لوگوں کے جو مرتد ہو گئے کہ انہوں نے مرتے دم تک اپنے ایمان کو محفوظ نہیں رکھا۔ اسی لئے وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

حدیث قسطنطنیہ اور یزید

مجاہدین قسطنطنیہ کو جن صفات کی بناء پر مغفور لھم کا انعام ملا، کیا ان صفات کو یزید نے مرتے دم تک محفوظ رکھا ہے۔ ہم نے دلائل سے لکھ دیا کہ یزید کے کرتوت دوزخیوں کے ہیں نہ کہ جنتیوں کے۔

مزید بر یزید

حیرانی ہے کہ مخالفین یزید کی محبت میں اتنے اندھے ہیں کہ کہتے ہیں یزید خلیفہ برحق تھا۔

بقول مخالفین

بھلا حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھائی کر کے گیا تھا اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے۔ ان کی خلافت تھی اور ان کی خلافت تا حیات باتفاق علماء صحیح تھی۔ اسی لئے امام برحق جناب حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کو تفویض کی تھی۔ اس لشکر والوں کی بخشش ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اس کا ہر فرد بخشا جائے اور جنتی ہو۔

دوزخی جوان

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ دوزخی ہے۔ بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ علاوہ ازیں یزید کے کرتوت نہایت ہی گندے تھے۔ بالخصوص بادشاہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کروایا۔ اہل بیت کی اہانت۔ مروی ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک آیا تو مردود کہنے لگا، میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں گھوڑے باندھے۔ مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی، ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے! امام قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے خوش ہوا اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے اس لئے ہم اس کے دوزخی ہونے میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی علمائے کرام کی مختلف آراء ہیں۔

☆ کردار کا کیا حال تھا کہ پناہ بخدا۔ تاریخ شاہد ہے کہ یزید نفسانی خواہش کا پورا مجسم تصویر تھا۔ تقویٰ کے بجائے فسق و فجور اس کی عادت بن گئی تھی۔ راہِ حق میں جان قربان کرنے کی بجائے اخیار و ابرار کی جان ستانی اس کا مرغوب مشغلہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی بجائے نبوت کے گھرانے سے انتہائی عداوت و بغض رکھتا تھا بلکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کو اپنا مقصد بنانے کی بجائے وہ تمام اُمور انجام دیئے جو آپ کی ناراضگی کا باعث تھے جیسے اہل مدینہ کو قتل کرانا وغیرہ شراب نوشی اور زنا کاری سے بچنے کی بجائے ان جرائم کا بے باکانہ ارتکاب کرنا۔ جفاکشی کی بجائے عیش و آرام کا دلدادہ تھا۔ میدانِ جہاد میں نمازوں کو قائم رکھنے کی بجائے گھر میں نمازوں کو ضائع کرتا تھا۔ رات کی عبادت گزاری کی بجائے اس کی راتیں شراب نوشی اور زنا کاری میں بسر ہوتیں۔ اکثر اس کی یہ عادتیں احادیثِ نبویہ سے ثابت ہیں۔ اُمتِ مسلمہ کے تمام محدثین، مفسرین، متکلمین، فقہاء اس کے فسق و فجور پر متفق ہیں۔ البتہ بعض علماء نے اس کا کفر بھی ثابت کیا ہے۔

☆ بہر حال یزید کی فضیلت پر ذرہ بھر حدیث شریف سے کوئی دلیل نہیں۔ اس کی اس حدیث سے فضیلت کی کیا تخصیص ہے اس طرح سے تمام نیکی کرنے والے قطعی جنتی ہوں اور اس کیلئے مغفور لہ کی بھی خصوصیت نہیں کیونکہ کسی خاص عمل کی بناء پر مغفور لہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس عمل سے پہلے جس قدر گناہ کئے تھے وہ اس عمل کی وجہ سے معاف کر دیئے جائینگے اس عمل صالح کے بعد جو گناہ کرے گا ان کی معافی کا کوئی وعدہ نہیں۔ کیونکہ ایسا کوئی عمل صالح نہیں ہے جس کے کرنے کے بعد عامل کو ہر قسم کے گناہ کرنے کی اجازت ہو۔

☆ علاوہ ازیں قسطنطنیہ کی جنگ بھی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں عرصہ دراز پہلے ہوئی تھی پھر جب اس نے بادشاہی پر قبضہ کیا اور اپنے دور میں وہ سب گناہ کئے جن کی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی، تو یہ سب گناہ کس طرح معاف ہو سکتے ہیں، جبکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۶۰ھ کے بعد حکمران کے بدکردار اور جہنمی ہونے کی خبر دی ہے۔

غزوہ قسطنطنیہ میں یزید امیر نہیں بھگوڑا ہے

مورخین کا جہاد قسطنطنیہ کے امیر جیش سے اختلاف ہے بعض مورخین نے یزید کا امیر جیش ہونا بیان کیا ہے اور بعض نے سفیان بن عوف کا امیر ہونا بیان کیا ہے، ابن اثیر نے سفیان بن عوف کا امیر ہونا جو بیان کیا ہے وہی صحیح ہے بلکہ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ جہاد میں یزید کی شرکت مجبوراً بلکہ سزا کے طور پر تھی، چنانچہ ابن اثیر نے کہا ہے:

اس سال میں اور بعض نے کہا ۵۰ھ میں معاویہ نے بلادِ رُوم کی طرف جہاد کیلئے ایک بڑا لشکر روانہ کیا اور اس کا امیر سفیان بن عوف کو بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو ان کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا تو یزید بیٹھا رہا اور حیلے بہانے کیے تو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بھیجنے سے رُک گئے۔ اس لشکر میں لوگوں پر بھوک اور بیماری کی مصیبت آئی تو یزید نے خوش ہو کر یہ شعر پڑھا، مجھے پرواہ نہیں کہ ان لشکروں پر یہ بخار و تنگی کی بلائیں ممکن فرقدونہ میں آ پڑیں۔ جبکہ میں مقام دیر مران میں اونچی مسند پر تکیہ لگائے، اُم کلثوم کو اپنے پاس لئے بیٹھا ہوں۔ ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر یزید کی بیوی تھی۔ یزید کے یہ اشعار حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جا پہنچے تو قسم کھائی کہ اب میں یزید کو اس جہاد میں سفیان بن عوف کے پاس روم کی سرزمین میں ضرور بھیجوں گا تا کہ اسے بھی ان مصائب کا حصہ ملے جو وہاں کے لشکر والوں کو مل رہا ہے۔ (ابن اثیر، ج ۳ ص ۱۹۷)

یعنی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بے انتہا عیش و عشرت دیکھی تو یزید کو سزا کے طور پر اس لشکر میں بھیج دیا کہ وہاں جا کر اس کو مصائب کا حصہ ملے اور اس کی عیش پرستی کم ہو۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ۵۰ھ سے پہلے قسطنطنیہ پر مسلمانوں کا کوئی حملہ نہیں ہوا لہٰذا یہ پہلی لڑائی ہے۔ علامہ ابن اثیر نے حقائق سے پردہ ہٹا دیا اور اصل بات کو بے نقاب کر دیا کہ قسطنطنیہ کا جہاد کرنے والا لشکر سفیان بن عوف کی ماتحتی میں چلا گیا۔ یزید اس میں موجود نہیں تھا، مسلمانوں پر بھوک اور سخت بیماری کے پہاڑ گر رہے تھے اور یزید دیر مران میں تعیش اور اُم کلثوم کی ہمبستری کے مزے لے رہا تھا پھر وہ سزا کے طور پر بھیجا گیا۔ اب کیا کوئی دانشمند یہ بات کہہ سکتا ہے کہ اس لشکر کیلئے جو مغفرت کا وعدہ ہے اس میں یزید بھی شریک ہے۔ کیا مغفرت ان لوگوں کیلئے ہے جن پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں یا اس کیلئے جو سرسبز و شاداب مقام پر ہمبستری کے مزے اُڑا رہا ہے کہ مجھے ان مسلمان مجاہدین کے مصائب و شدائد کی کوئی پرواہ نہیں۔

سوال...... عن ابن عمر انه لما خلع اهل المدينة يزيد جمع حشمه وولده وقال انی سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم يقول ينصب لكل غادر لواء يوم القيٰمة وانا قد بايعنا هذا الرجل علیٰ بيع اللّٰه ورسوله وانی لا اعلم غدوا اعظم من ان بنايع رجلا علیٰ بيع اللّٰه ورسوله ثم تنصب له القتال (رواہ البخاری)

جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑی تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کو اور اپنے غلاموں کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر عہد شکن کا جھنڈا نصب کیا جائے گا اور ہم اس شخص سے اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کر چکے ہیں اور اس سے بڑی عہد شکنی اور کوئی نہیں جانتا کہ ہم ایک شخص سے اللہ اور اس کے رسول بیعت کریں پھر اس سے لڑیں۔

فائدہ...... بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت کو اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کا نام دے رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ یزید خلیفہ برحق تھا اس لئے حضرت امام حسین پاک کا خروج ناجائز ثابت ہوا۔

جواب نمبر ۱...... حضرت ابن عمر اور حضرت حسین پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی صورتیں مختلف ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو یزید کی بیعت کر چکے تھے پھر اس بیعت کو توڑنے اور اس سے لڑنے کو ناجائز قرار دے رہے ہیں کہ یہ عہد شکنی ہے۔ اس کے برخلاف حضرت حسین پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو روز اوّل سے یزید کو خلیفہ تسلیم ہی نہیں کیا۔ حضرت حسین پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لڑنا عہد شکنی نہیں تھی جس کے توڑنے یا نہ توڑنے کا سوال پیدا ہو۔

جواب نمبر ۲...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کی بیعت کو اللہ اور اس کے رسول (عزّ وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بیعت کہنا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ گوشہ نشین عابد تھے وہ کسی کی غیبت نہیں سنتے تھے ان کو یزید کے فسق و فجور کا تفصیلی علم نہیں تھا اس لئے یزید کو خلیفہ مان رہے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو یزید کی خباثتیں معلوم ہوں لیکن بیعت کر بیٹھنے کے بعد خلع کو ناجائز جانتے ہوں۔ کیونکہ آپ مجتہد تھے مجتہد مصیب بھی ہوتا ہے اور مخطی بھی۔

ایسے ہی جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام لیا جاتا ہے مشاہیر تابعین کا ان کی وجوہ یہی تھیں۔ نہ یہ کہ وہ یزید کو امام برحق سمجھتے تھے بلکہ دل سے ہماری طرح یزید اور یزیدیوں کو بُری مخلوق سمجھتے تھے اور برملا ان کی مذمت کرتے۔ چنانچہ خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ملاحظہ ہو:۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی نعم فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، جب آپ سے ایک شخص نے محرم کے متعلق پوچھا، شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہے کہ یہ پوچھا، کیا محرم (یعنی احرام پہنا ہوا شخص) مکھی مار سکتا ہے؟ تو فرمایا:

قال اہل العراق یسئالونی عن الذباب وقد قتلوا ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھما ریحانی من الدنیا (بخاری ومشکوٰۃ)

عراقیو! مجھ سے مکھی کے متعلق پوچھتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بیٹے کو قتل کر چکے ہو۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ وہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

مزید سوالات وجوابات فقیر کی کتاب 'شرح حدیث قسطنطنیہ' (مطبوعہ، قطب مدینہ پبلشرز، کراچی) کا مطالعہ کیجئے۔

ہذا آخر مارقمہ قلم الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۱۰ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ۔ ۱۴ جولائی ۱۹۸۹ یوم الجمعۃ المبارک ۵ بجے شام